عقائدِ اسلامیہ

مؤلف
مفتی محمد راشد القادری
(اسلامک ریسرچ اسکالر، سیلانی ویلفیئر انٹرنیشنل ٹرسٹ)

حضرت مولانا محمد بشیر فاروق قادری
بانی سیلانی ویلفیئر انٹرنیشنل ٹرسٹ

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

اللہ کی قسم: مجھے اپنے بعد تم پر شرک کا خوف نہیں ہے۔

(صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۱۲۷۹)

عقائدِ اسلامیہ

بفیضانِ نظر

حضرت مولانا محمد بشیر فاروق قادری

(بانی سیلانی ویلفیئر انٹرنیشنل ٹرسٹ)

مؤلف

مفتی محمد راشد القادری

(اسلامک ریسرچ اسکالر، سیلانی ویلفیئر انٹرنیشنل ٹرسٹ)

(لیکچرار: اسلامک اسٹڈیز، سرسید یونیورسٹی انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی)

آزاد پبلشرز
۵۶، اردو بازار کراچی

: 32631839,32620178 FAX : (92-21) 32627659
website : www.azadpublishers.com
E-mail : azadpublishers@gmail.com

AZAD PUBLISHERS

تقریظ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَحۡمَۃٍ لِّلۡعٰلَمِیۡنَ

اَمَّا بَعۡدُ!

اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم اور مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے وطفیل عقائد سے لب ریز اور منتشر عقلوں کوایک مرکز ومحور پر مجتمع کردینے والی یہ کتاب بنام ''عقائدِ اسلامیہ'' منظر عام پر آچکی ہے۔

صاحبِ کتاب (مفتی محمد راشد القادری) نے عقائد کوقرآن مجید واحادیثِ کریمہ کی روشنی میں بڑے اَحسن ومُدَلَّل اور آسان انداز میں بیان کیا ہے۔اور توحید وشرک کے مفہوم کو درِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر لے جا کر سمجھایا ہے کہ یہاں پوچھو مشرک کون ہے۔۔۔؟ مؤمن اور عاشق کون ہے۔۔۔؟

اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں باطل عقائد کا قلع قمع اس انداز میں کیا گیا ہے کہ حق کالبادہ اوڑھ کر امّت مسلمہ پر شرک کا فتویٰ لگانے والوں کو حق سے جدا کرکے باطل کو باطلیت کے کٹہرے میں کھڑا کرکے غلط راستے کا احساس دلایا ہے۔

مختصر یہ کہ مصنّف نے شانِ توحید اور شانِ رسالت کو عشق کے اس پیرائے میں سمجھایا ہے کہ شرک کا جنازہ نکال دیا اور عشق کا چرچا کردیا۔

اللہ تعالیٰ اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے اور اس کے مصنّف مفتی محمد راشد القادری کے علم، عمل، عمر میں مزید برکتیں اور ترقیاں عطا فرمائے۔ اور اس کتاب کو شائع کرنے میں جن جن لوگوں نے ساتھ دیا اللہ تعالیٰ ان کی بھی تمام پریشانیوں کو دور فرمائے۔آمین

آخر میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کرام علیہم السّلام، صدّیقین، شہداء وصالحین رضی اللہ عنہم اجمعین کے صدقے وطفیل ہم تمام کو اپنے عقائد، اعمال واحوال کی اصلاح کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔ آمین یا ربّ العٰلمین۔

العارض:

محمد لبیب فاروق قادری

انتساب

ہم اس کتاب کو سرور دو جہاں شاہِ کون و مکاں صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اس کا ثواب بالخصوص سرکار صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری امّت کے لئے ایصال کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب سے امّتِ مسلمہ کو استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے لئے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین

کتاب --------- عقائدِ اسلامیہ

بفیضانِ نظر -------- حضرت مولانا محمد بشیر فاروق قادری

مؤلف ---------- مفتی محمد راشد القادری سلمہٗ الباری

کتاب ڈیزائنگ ------ سید سمیر حسین

ٹائیٹل ڈیزائنگ ------ محمد فیصل عطاری

ناشر ------------ آزاد پبلشرز 56 اُردو بازار کراچی

website : www.azadpublishers.com

فہرست

عرضِ مؤلف

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ علٰی رَحْمَۃٍ لِّلْعٰلَمِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی نظر عنایت کے صدقے وطفیل یہ کتاب بنام ''عقائدِ اسلامیہ'' ہمارے عقائد، اعمال واحوال کی اصلاح کے لیے منظر عام پر آ چکی ہے۔

عقائد عقیدہ کی جمع ہے۔ مومن ہونے کیلئے جن باتوں کی دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار ضروری ہے ان کو اسلامی عقائد کہا جاتا ہے۔

جن عقائد کے لیے زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق ضروری ہے وہ ضروریاتِ دین کہلاتے ہیں جو کہ سات ہیں: (۱) اللہ پر ایمان (۲) فرشتوں پر ایمان (۳) کتابوں پر ایمان (۴) رسولوں پر ایمان (۵) یومِ آخرت پر ایمان (۶) اچھی بری تقدیر پر ایمان (۷) مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر ایمان ۔ ان عنوانات کی تفصیلات جاننے کے لیے ہماری کتاب ''ضروریاتِ دین'' کا مطالعہ فرمائیں۔

ان عقائد سے متعلق بعض معلومات ایسی ہیں کہ عام فہم قاری/یا جس کو قرآن وحدیث کی زیادہ معلومات نہیں ہے وہ الجھ جاتا ہے، اور صحیح فرق نہیں کر پاتا جیسا کہ توحید وشرک کا صحیح مفہوم، عقائد میں حقیقت ومجاز کا فرق، انبیائے کرام علیہم السلام کی شانِ نبوّت کا حق، بالخصوص نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نبوت سے متعلقہ عقائد کی وضاحت۔ لہٰذا ان عقائد کی اصلاح کے لیے یہ کتاب تصنیف کی گئی ہے۔

یادرکھیں۔۔۔۔! عقائد کی اصلاح و درستی کے بغیر اچھے سے اچھا عمل بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول نہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ۨاشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَيْءٍ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ○

اپنے رب سے منکروں کا حال ایسا ہے کہ ان کے کام ہیں جیسے راکھ کہ اس پر ہوا کا سخت جھونکا آیا آندھی کے دن میں ساری کمائی میں سے کچھ ہاتھ نہ لگا۔ یہی ہے دور کی گمراہی۔ (پارہ ۱۳ سورہ ابراہیم، آیت ۱۸)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی انسان کثیر نیک اعمال کا ذخیرہ جمع کرلے لیکن اس کے عقائد میں فساد ہو تو یہ ذخیرہ راکھ کا ڈھیر ثابت ہوں گے۔ اسی حقیقت کو سامنے رکھتے ہوئے عالمِ اسلام کی مشہور روحانی وسماجی شخصیت حضرت علامہ مولانا بشیر فاروق قادری دامت برکاتہم العالیہ نے مجھے حکم ارشاد فرمایا کہ توحید وشرک کے مفہوم کو واضح کرتے ہوئے عقائد اسلامیہ کو ضبطِ تحریر میں لایا جائے۔

راقم الحروف نے اس کتاب کو اس طرز پر لکھنے کی کوشش کی ہے کہ پہلے توحید کو سمجھایا ہے پھر توحید میں کس طرح شرک ہوگا اس بات کو واضح کیا گیا ہے۔ اور ساتھ ہی اہلسنت و جماعت کے خاص خاص عقائد کا بھی مختصراً ذکر کیا گیا ہے اور قرآن وسنت کی روشنی میں اس کی وضاحت کی گئی ہے۔

اللہ ربّ العزّت جلّ شانہٗ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور رہتی دنیا تک اس سے امّت مسلمہ کو استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین)

ابورضا محمد راشد القادری العطاری

(اسلامک ریسرچ اسکالر، سیلانی ویلفیئر انٹرنیشنل ٹرسٹ)

(لیکچرار: اسلامک اسٹڈیز، سرسید یونیورسٹی انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی)

بابِ اوّل

تَوحِید وشِرک کا تعارف

توحید کی لغوی معنٰی

توحید باب تفعیل سے ہے۔جس کے لغوی معنی ہیں: ایک بنانا، ایک خدا پر ایمان لانا، یکتا کہنا، لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنا۔ (المنجد: ص ۱۰۷۱ مطبوع: دارالاشاعت، کراچی ۱۹۹۴ء)

توحید سے مراد کسی چیز کو ایک قرار دینا ہے۔اور اس چیز کا اعتقاد رکھنا کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات، صفات اور افعال میں واحد و یکتا ہے ان میں اس کا کوئی شریک ہے نہ کوئی اس کا مشابہ۔

توحید کی شرعی واصطلاحی تعریف

امام ابوجعفر الطحاوی رحمۃ اللہ علیہ، متوفی ۳۲۱ھ، لکھتے ہیں:

توحید سے متعلق یہ عقیدہ رکھنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات یکتا و یگانہ ہے اُس کے ساتھ کوئی شریک نہیں، کوئی شے اُس کی مثل نہیں اور کوئی چیز اللہ تعالیٰ کو کمزور اور عاجز نہیں کرسکتی، اُس کے سواء کوئی لائقِ عبادت نہیں۔

(العقیدۃ الطحاویۃ، باب: الایمان باللہ تعالیٰ، ج۹ص ۱۱ مطبوع: مرکز الخدمات والابحاث الثقافیہ، بیروت ۱۴۰۷ھ)

شرک کا لُغوی معنی

امام العلامۃ ابوالفضل جمال الدین محمد بن مکرم المصری متوفی ۷۱۱ھ، لکھتے ہیں:

اَلشِّرْكَةُ وَالشَّرِكَةُ سَوَاءٌ: مخالَطَةُ الشريكين يقال اشترَكنا بمعنى تشاركنا، وقد اشترك الرّجلانِ و تشاركا و شارَكَ أحدهُما الآخر

شِرْكَۃٌ اور شَرِكَۃٌ کا معنی دو شریکوں کا ایک چیز میں ملنا ہے۔

جیسے کہا جاتا ہے کہ ہم شریک ہوئے یعنی آپس میں ہماری شراکت ہوئی اور دو شخص باہم شریک ہوئے یعنی دونوں میں شراکت ہوگئی اور ایک دوسرے کے ساتھ شریک بن گیا۔ (لسان العرب، ج۱۰ص ۴۴۸، طبع: دار صادر بیروت)

شرک کا شرعی اور اصطلاحی مفہوم

امام سعد الدین مسعود بن عمر بن عبداللہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ، متوفی ۷۹۱ھ لکھتے ہیں:

الإشراك هو اثبات الشريك فى الألوهية، بمعنى وجوب الوجود كما للمجوس أو بمعنى استحقاق العبادة كما لعبدة الأصنام.

کسی کو واجب الوجود سمجھ کر مجوس کی طرح الوہیت میں شریک کرنا یا بتوں کی پوجا کرنے والوں کی طرح کسی کو مستحق عبادت سمجھنا، اشراک کہلاتا ہے۔

(شرح العقائد النسفیۃ، ص۶۱ مطبوع: مکتبہ خیر کثیر کراچی، پاکستان)

توحید سے متعلق مسلمانوں کا عقیدہ

اللہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، نہ ذات میں، نہ صفات میں، نہ افعال میں، نہ احکام میں، نہ اسماء میں۔ اس کا وجود ضروری ہے، وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ وہی عبادت کا مستحق ہے۔ (شرح العقائد النسفیۃ، ص۲۳ مطبوع: مکتبہ خیر کثیر کراچی، پاکستان)

یہی حکم ربّ العالمین عزوجل نے اپنے محبوب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے توسُّل سے اپنے بندوں کو دیا ہے: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ

تم فرماؤ! وہ اللہ ہے وہ ایک ہے۔

(القرآن المجید، سورۃ الاخلاص، سورۃ نمبر ۱۱۲، پارہ: ۳۰، آیت ۱)

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ

اور خدا تو نہیں مگر ایک خدا۔

(القرآن المجید، سورۃ المائدۃ، سورۃ نمبر ۵، پارہ: ۶، آیت ۷۳)

توحید کے لئے شرک سے برأت ضروری ہے

قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ

تم فرماؤ کہ وہ تو ایک ہی معبود ہے اور میں بیزار ہوں ان سے جن کو تم شریک ٹھہراتے ہو۔

(القرآن المجید، سورۃ الانعام، سورۃ نمبر ۶، پارہ: ۷، آیت ۱۹)

اس آیت سے ثابت ہوا کہ جو شخص اسلام لائے اس کو چاہئے کہ توحید و رسالت کی شہادت کے ساتھ اسلام کے ہر مخالف عقیدہ و دین سے بیزاری کا اظہار بھی کرے۔

(تفسیر خزائن العرفان، تحت الآیۃ: ۱۹ سورۃ الانعام، مطبوع: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور)

شرک سے متعلق مسلمانوں کا عقیدہ

ہر مسلمان جانتا ہے کہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے اور ایسا گناہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ

بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے۔

(القرآن المجید، سورۃ النسآء، سورۃ نمبر ۴، پارہ: ۵، آیت ۴۸)

شرک ظلمِ عظیم ہے

اور شرک کو قرآنِ مجید میں ظلمِ عظیم فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ

بیشک شرک بڑا ظلم ہے۔

(القرآن المجید، سورۂ القمان، سورۃ نمبر ۳۱، پارہ: ۲۱، آیت ۱۳)

مُشرک کے لئے سخت وعید

جو شرک کرے اس کے لئے بڑی سخت وعید ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

مَنۡ یُّشۡرِكۡ بِاللّٰهِ فَقَدۡ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیۡهِ الۡجَنَّةَ

جو اللہ کا شریک ٹھہرائے تو اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی۔

(القرآن المجید، سورۃ المائدۃ، سورۃ نمبر ۵، پارہ: ٦، آیت ۷۲)

الحمد للہ ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ ایک ہے اور اس کی ذات وصفات، افعال و احکام میں کوئی اس کے برابر نہیں۔ وہی معبودِ برحق ہے۔

شرک کب ہوگا۔۔۔؟

شرک اس وقت ہوگا جب کوئی اللہ کے سوا کسی اور کو بھی خدا مانے، اور اللہ کی ذات و صِفات، افعال واحکام میں کسی کو اس کے برابر مانے۔

اور ایسا کوئی مسلمان تصوّر بھی نہیں کرسکتا، مسلمان کا شرک کرنا تو دور کی بات ہے، مسلمانوں پر شرک کا خوف تک نہیں کیا جاسکتا کیونکہ حضور کریم ﷺ نے اس بات کی وضاحت آج سے چودہ سو برس پہلے فرمادی تھی۔۔۔۔

امّتِ مُسلمہ پر شرک کا خوف نہیں!

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵٦ھ، اپنی صحیح میں نقل فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وَاِنِّیۡ وَاللّٰهِ مَا اَخَافُ عَلَیۡکُمۡ اَنۡ تُشۡرِکُوۡا بَعۡدِیۡ وَلٰکِنۡ اَخَافُ عَلَیۡکُمۡ اَنۡ تَنَافَسُوۡا فِیۡهَا

اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم! مجھے تم پر اس بات کا کوئی خوف نہیں کہ تم میرے بعد شرک کروگے۔ ہاں مگر مجھے تم پر یہ خوف ہے کہ تم دنیا کے معاملات میں رغبت کروگے۔

(صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب الصلوۃ علی الشہید، رقم الحدیث: ۱۲۷۹، ج ۱ ص ۴۵۱، مطبوع: دار ابن کثیر الیمامۃ، بیروت)

یہی حدیث مبارک صحیح بخاری میں پانچ مرتبہ مختلف ابواب میں ذکر ہوئی ہے۔

لہٰذا بلا سوچے سمجھے کسی مؤمن کو مشرک قرار دینا در حقیقت اپنے آپ کو شرک کی وادیوں

میں دھکیلنے کے مترادف ہے، اس حدیث مبارک کو پڑھ کر اندازہ لگایئے!

شرک کا فتویٰ لگانے والا شرک کا حقدار ہوگا

ابوالفداء اسماعیل بن عمر ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ، لکھتے ہیں:

نبیٔ غیب داں سرورِ کون ومکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بے شک مجھے تم پر ایسے شخص کا خوف ہے جو قرآن اتنا پڑھے گا کہ اس کے چہرے پر اس کی رونق بھی نظر آئے گی۔ اس کا اوڑھنا بچھونا اسلام بن جائے گا، جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا یہ چیز اس کو لاحق رہے گی۔ پھر اس شخص سے وہ حالت چھن جائیگی، وہ ان تمام چیزوں کو پسِ پشت (پیٹھ کے پیچھے) ڈال کر اپنے پڑوسیوں پر شرک کا فتویٰ صادر کر کے ہتھیار پکڑ کر حملہ آور ہوگا۔ راوی حدیث (حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں:

قُلتُ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اَیُّھُمَا اَولٰی بالشِّرْکِ الْمَرْمِیّ اَوِ الرَّامِی، قال بَلِ الرَّامِی

میں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی جس پر شرک کا فتویٰ لگے گا وہ شرک کا حقدار ہوگا یا کہ شرک کا فتویٰ صادر کرنے والا۔ نبیٔ غیب داں ﷺ نے ارشاد فرمایا: شرک کا فتویٰ لگانے والا شرک کا حقدار ہوگا۔ (تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر، تحت الآیۃ ۱۷۵ سورۃ الاعراف، ج ۳ ص ۵۰۹ مطبوع: دار طیبہ للنشر، بیروت)

مذکورہ حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ مؤمنوں پر بات بات پر شرک کا فتویٰ لگانے والے خود شرک کے حقدار قرار پائے۔

توحید کی اقسام مع شرک کی وضاحت

توحید کی بنیادی تین اقسام ہیں:

(۱) توحیدِ ربوبیت: یعنی صرف اللہ کو ربّ ماننا

اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے وجود کو ماننا اور اس کے مطلقاً ایک ہونے پر ایمان لانا ہے،

اور اللہ تعالیٰ کو تمام مخلوقات کا پالنے والا جاننا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ لَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا

اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کر۔

(القرآن المجید، سورۃ الکہف، سورۃ نمبر ۱۸، پارہ: ۱۵، آیت ۱۱۰)

اس صورت میں شرک کب ہوگا۔۔۔؟

یعنی جو بندہ (مَعَاذَ اللہ) اللہ تعالیٰ کے وجود کو نہ مانے، اور اس کو ایک خدا نہ جانے، یہ توحِید ربوبیت میں شرک ہے۔

(۲) توحِید الوہیّت: یعنی صرف اللہ کو معبود ماننا

اس کو توحیدِ عبادت بھی کہتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ صرف ایک اللہ عزوجل ہی کو معبودِ بَرحق ماننا یعنی عبادت کے لائق جاننا۔

قرآن مجید میں ہے:

فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

تو اللہ کے لئے جان بوجھ کر برابر والے نہ ٹھہراؤ۔

(القرآن المجید، سورۃ البقرۃ، سورۃ نمبر ۲، پارہ: ۱، آیت ۲۲)

دوسرے مقام پر فرمایا:

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ

حکم نہیں مگر اللہ کا اس نے فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو۔

(القرآن المجید، سورہ یوسف، سورۃ نمبر ۱۲، پارہ: ۱۲، آیت ۴۰)

اس صورت میں شرک کب ہوگا۔۔۔؟

جو بندہ اللہ وحدہٗ کے ساتھ کسی اور ذات کو عبادت کے لائق جانے، اور اس کے ساتھ کسی غیر کو خدا کا شریک ٹھہرائے تو یہ توحیدِ الوہیّت میں شرک ہے۔

(۳) توحیدِ تحریم کسے کہتے ہیں؟

اس سے مراد یہ ہے کہ اپنی نذر/ منّت، قَسم اور دیگر تحریمات کو صرف ایک اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے خاص کرنا۔ جیسے حرمین شریفین کا حرم ہونا، قربانی کے جانور کی تعظیم و توقیر کرنا۔

جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ

جب عمران کی بی بی نے عرض کی اے رب میرے میں تیرے لئے منت مانتی ہوں جو میرے پیٹ میں ہے کہ خالص تیری ہی خدمت میں رہے۔

(القرآن المجید، سورۂ آل عمران، سورۃ نمبر۳، پارہ:۳، آیت ۳۵)

اس صورت میں شرک کب ہوگا۔۔۔؟

جو بندہ اپنی نذر/ منّت، قَسم اور اس قِسم کے دیگر تحریمات اللہ کے سوا کسی اور کے لئے ثابت کرے تو یہ شرک ہے۔ جیسے کفار و مشرکین اپنے بتوں کے لئے منّتیں مانتے اور لات، عزیٰ، وغیرہ کی قسمیں اٹھاتے تھے یہ شرک ہے۔

توحید فی الذّات

اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے۔ اس کا کوئی ثانی و ہمسر نہیں اس کی بیوی نہیں اور اس کے والدین اور اولاد نہیں۔

اسی بات کی وضاحت قرآنِ کریم و فرقانِ حمید میں فرمائی گئی ہے:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ O اَللّٰهُ الصَّمَدُ O لَمْ یَلِدْ O
وَ لَمْ یُوْلَدْ O وَ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ O

ترجمہ: تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اس کی کوئی اولاد، اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا، اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی۔ (القرآن المجید، سورۃ الاخلاص، سورۃ نمبر ۱۱۲، پارہ: ۳۰، آیت ۱ تا ۴)

اس صورت میں شرک کب ہوگا۔۔۔؟

اس صورت میں شرک جب ہوگا جب کوئی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو بھی خدا مانے یا دو/تین خدا ہونے کا قائل ہو: جیسا کہ قرآنِ کریم میں ارشاد فرمایا:

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّاۤ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ

بے شک کافر ہیں وہ جو کہتے ہیں اللہ تین خداؤں میں کا تیسرا ہے اور خدا تو نہیں مگر ایک خدا۔ (القرآن المجید، سورۃ المائدۃ، سورۃ نمبر ۵، پارہ: ۶، آیت ۷۳)

شرک جب ہوگا جب کوئی خدا کی اولاد کا قائل ہو: جیسا کہ ارشاد فرمایا:

وَقَالَتِ الْیَهُوْدُ عُزَیْرُ اِبْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِیْحُ ابْنُ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ

اور یہودی بولے عُزَیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصرانی بولے مسیح اللہ کا بیٹا ہے یہ باتیں وہ اپنے منہ سے بکتے ہیں۔ (القرآن المجید، سورۃ التوبۃ، سورۃ نمبر ۹، پارہ: ۱۰، آیت ۳۰)

شرک جب ہوگا جب کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرایا جائے، جیسا کہ قرآنِ کریم میں ارشاد فرمایا:

وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَ خَلَقَهُمْ وَ خَرَقُوْا لَهٗ
بَنِیْنَ وَ بَنٰتٍۭ بِغَیْرِ عِلْمٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا یَصِفُوْنَ

اور اللہ کا شریک ٹھہرایا جنّوں کو حالانکہ اسی نے ان کو بنایا اور اس کے لئے بیٹے اور

بیٹیاں گھڑلیں جہالت سے پاکی اور برتری ہے اس کو ان کی باتوں سے۔

(القرآن المجید، سورۃ الانعام، سورۃ نمبر ۶، پارہ: ۷، آیت ۱۰۰)

مذکورہ ساری صورتیں اللہ تعالیٰ کی ذات میں شرک کی ہیں۔ کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں کسی کو شریک نہیں مانتا۔ پھر شرک کیسے ہوگا۔۔۔؟

توحید فی الصِّفات

اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خاص صِفات میں کوئی شریک نہیں۔

جیسے معبود ہونا۔ عالم الغیب ہونا۔ قادر مطلق ہونا۔ مجیب ہونا (یعنی دعاؤں کا قبول کرنے والا) خالق ہونا۔ باری ہونا (پیدا کرنے والا) مصوِّر رہونا (بے نمونے کے عالَم کو بنانے والا)

اس کو سمجھنے کے لئے ہمیں شریعت کا ایک اصول حقیقت اور مجاز کو سمجھنا ہوگا۔

باب دُوُم

عقائد میں حقیقت ومَجاز کا فرق

حقیقت ومجاز کی تعریف

یہ تعریف مثال سے سمجھئے! شیر کو دیکھ کر جب کہا جائے یہ شیر ہے تو یہ جملہ حقیقت پر مبنی ہے۔ مگر جب کسی بہادر انسان کو دیکھ کر کہا جائے یہ شیر ہے تو یہ جملہ مجاز پر مبنی ہے۔

یعنی پہلے جملے میں شیر اپنی اصل کے اعتبار سے ہی شیر ہے، کیونکہ شیر کو شیر اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں غالب صفت بہادری، قوّت وطاقت ہے۔ اور دوسرے جملے میں بہادر انسان حقیقت میں شیر نہیں بلکہ بہادری، قوّت وطاقت کی صفت کے اعتبار سے مجازی طور پر شیر کہا جاتا ہے۔

اسی طرح قرآن کریم میں جگہ جگہ ایسی صفات مذکور ہیں جہاں پر حقیقت ومجاز کی تقسیم لازم ہے ورنہ بندہ گمراہی سے چلتا ہوا کفر کی تاریکیوں میں پہنچ سکتا ہے۔

حقیقت میں تخلیق کرنے والا کون۔۔؟

پہلے مقام پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ

سُن لو اسی کے ہاتھ ہے پیدا کرنا اور حکم دینا

(القرآن المجید، سورۃ الاعراف، سورۃ نمبر ۷، پارہ: ۸، آیت ۵۴)

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کی اجازت سے عیسیٰ علیہ السّلام فرمارہے ہیں:

اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْـٴَـةِ الطَّیْرِ

میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں

(القرآن المجید، سورۃ آلِ عمران، سورۃ نمبر ۳، پارہ: ۳، آیت ۴۹)

ذرا غور کیجئے!

پہلے مقام پر اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے تخلیق کا لفظ استعمال فرمایا:

دوسرے مقام پر عیسیٰ علیہ السلام کے لئے تخلیق کا لفظ استعمال فرمایا:

دونوں میں فرق اس طرح سمجھیں گے کہ پہلے مقام پر تخلیق کا لفظ حقیقی معنیٰ میں استعمال ہوا ہے اور دوسرے مقام پر مجازی معنیٰ میں استعمال ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کیا سمجھانا چاہتا ہے؟

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو یہ سمجھانا چاہتا ہے کہ حقیقت میں تو تخلیق کرنے والا میں ہی ہوں مگر میری اجازت سے میرے بندے بھی تخلیق کر سکتے ہیں۔اس سے نہ میری توحید میں فرق آئے گا نہ شرک ہوگا۔

حقیقت میں اولاد عطا کرنے والا کون۔۔۔؟

پہلے مقام پر قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً

اے رب میرے مجھے اپنے پاس سے دے ستھری اولاد

(القرآن المجید، سورۂ آلِ عمران، سورۃ نمبر۳، پارہ:۳، آیت ۳۸)

دوسرے مقام پر جبرئیل امین علیہ السّلام کے بارے میں فرمایا:

قَالَ اِنَّمَاۤ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِیًّا

بولا میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں کہ میں تجھے ایک ستھرا بیٹا دوں

(القرآن المجید، سورۂ مریم، سورۃ نمبر۱۹، پارہ:۱۶، آیت ۱۹)

پہلے مقام پر اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے عطا فرمانے کا لفظ استعمال فرمایا:

دوسرے مقام پر جبرئیل علیہ السّلام کے لئے عطا فرمانے کا لفظ استعمال ہوا:

دونوں میں فرق اس طرح سمجھیں گے کہ پہلے مقام پر عطا فرمانے کا لفظ حقیقی معنیٰ میں استعمال ہوا ہے، کہ حقیقت میں اولاد عطا کرنا اللہ کی شان ہے، اور دوسرے مقام پر عطا فرمانے کا لفظ بطور مجاز

استعمال ہوا ہے۔اور بمعنی توسّل ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے عقائد کی اصلاح فرمارہا ہے

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو یہ سمجھانا چاہتا ہے کہ بیٹا عطا کرنا حقیقت میں تو اللہ ہی کی شان ہے مگر اللہ کے پیارے انبیائے کرام، اولیائے عظام، ملائکہ مقربین، بطور وسیلہ وہی کام کر سکتے ہیں جیسا کہ حضرت جبرئیل علیہ السّلام بیٹا عطا کرنے کا وسیلہ بنے۔

حقیقت میں ربّ اللہ ہی ہے مگر۔۔۔!

ایک مقام پر قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ

بے شک تمہارا ربّ اللہ ہے

(القرآن المجید، سورۃ الاعراف، سورۃ نمبر ۷، پارہ: ۸، آیت ۵۴)

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

اَمَّآ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِىْ رَبَّهٗ خَمْرًا

تم میں ایک تو اپنے رب (بادشاہ) کو شراب پلائے گا۔

(القرآن المجید، سورۂ یوسف، سورۃ نمبر ۱۲، پارہ: ۱۲، آیت ۴۱)

ایک اور مقام پر فرمایا:

رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِىْ صَغِيْرًا

اے میرے رب! تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دنوں نے مجھے بچپن میں پالا

(القرآن المجید، سورۂ بنی اسرائیل، سورۃ نمبر ۱۷، پارہ: ۱۵، آیت ۲۴)

ذرا غور کریں۔۔۔!

پہلے مقام پر ربّ کا لفظ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے لئے استعمال فرمایا۔

دوسرے مقام پر ربّ کا لفظ بادشاہ کے لئے استعمال ہوا۔

تیسرے مقام پر ربّ کا لفظ والدین کے لئے استعمال فرمایا۔

کیا یہ شرک ہوا۔۔۔؟

نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ہمارے عقیدوں کی اصلاح فرما رہا ہے۔

درحقیقت ربّ تعالیٰ یہ سمجھانا چاہتا ہے کہ ایک لفظ کے کئی معنی ہوتے ہیں کچھ حقیقی کچھ مجازی۔ جس طرح مذکورہ آیت مبارک میں ربّ کا لفظ اپنے لئے حقیقی معنیٰ میں استعمال فرمایا، اور بادشاہ و والدین کے لئے مجازی معنیٰ میں استعمال ہوا۔ کیونکہ ربّ کا لغوی معنیٰ ہے (پالنے والا) حقیقی پالنے والا ربّ کائنات عزوجل خود ہے اور پالنے کی صفت بادشاہ اور والدین میں بھی پائی جاتی ہے اس لئے ان کے لئے بھی ربّ کا لفظ قرآن کریم میں استعمال ہوا۔

معلوم ہوا ایک لفظ مختلف معنیٰ اور مختلف لوگوں کے لئے استعمال کرنا جائز ہے، شرک نہیں ہے۔ شرک جب ہوگا جب نیت، سوچ، عقیدہ مختلف ہو مثلاً کوئی غیر خدا کو حقیقی معنی میں ربّ مانے۔

علمی نکتہ

قرآن کی رو سے جیسے بادشاہ کے لئے رب کا لفظ مجازاً کہہ دینے سے وہ حقیقی رب نہیں بن جاتا۔ اسی طرح سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کو غوث الاعظم اور حضرت علی ہجویری رحمہ اللہ علیہ کو داتا گنج بخش کہہ دینے سے شرک نہیں ہوتا کیونکہ غوث اور داتا رب سے بڑے الفاظ نہیں ہیں جو مجازاً بول دیے جاتے ہیں۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے توسل اور استغاثہ کے لئے مجازی معانی میں استعمال ہوتے ہیں جیسا کہ ہم کہتے ہیں:

يَا اَكْرَمَ الْخَلْقِ / يَارَسُوْلَ اللهِ اُنْظُرْ حَالَنَا

ان جملوں سے کبھی بھی وہ حقیقی معنی مراد نہیں لئے جاتے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کیلئے خاص ہیں۔

حقیقت میں وفات دینے والا کون۔۔۔؟

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِھَا

اللہ جانوں کو وفات دیتا ہے ان کی موت کے وقت

(القرآن المجید، سورۃ الزمر، سورۃ نمبر ۳۹، پارہ:۲۴، آیت ۴۲)

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

قُلْ یَتَوَفّٰکُمْ مَّلَکُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُکِّلَ بِکُمْ

تم فرماؤ تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے۔

(القرآن المجید، سورۃ السجدۃ، سورۃ نمبر ۳۲، پارہ:۲۱، آیت ۱۱)

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

اِذَا جَآءَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْہُ رُسُلُنَا

جب تم میں کسی کو موت آتی ہے ہمارے فرشتے اس کی روح قبض کرتے ہیں

(القرآن المجید، سورۃ الانعام، سورۃ نمبر ۶، پارہ:۷، آیت ۶۱)

ذرا غور کریں۔۔۔!

پہلے مقام پر اللہ تعالیٰ نے روح قبض کرنے کی نسبت اپنی طرف فرمائی۔

دوسرے مقام پر روح قبض کرنے کی نسبت ملکُ الموت (حضرت عزرائیل علیہ السّلام) کی طرف فرمائی۔

تیسرے مقام پر فقط ملکُ الموت علیہ السّلام نہیں بلکہ جمع کے صیغے کے ساتھ فرشتے فرمایا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ملکُ الموت علیہ السّلام کے ساتھ فرشتوں کی ایک جماعت اس کام پر مامور ہے۔

معلوم ہوا حقیقت میں روح قبض کرنے والا اللہ تبارک وتعالیٰ ہی ہے مگر اس نے یہ ذمّہ داری اپنے فرشتہ ملک الموت یعنی حضرت عزرائیل علیہ السّلام کو مجازی طور پر عطا فرمائی ہے۔
اورہمیں ہمارا عقیدہ سمجھایا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے عقائد کی اصلاح فرمارہا ہے

درحقیقت اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں کو یہ سمجھانا چاہتا ہے کہ حقیقت میں تو یہ شان میری ہی ہے مگر میرے پیارے میری اجازت سے وہ کام بھی کرسکتے ہیں جو میں کرتا ہوں اس میں شرک نہیں ہوتا۔

کیونکہ شرک تو جب ہوگا جب کوئی غیر خدا کو ان کاموں کی وجہ سے خدا مان لے، اور ایسا کوئی مسلمان تصوّر بھی نہیں کرسکتا تو لہٰذا شرک کی جڑ کٹ گئی۔

بے شک اللہ فیصلہ کرنے والا ہے

جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

اِنِ الۡحُکۡمُ اِلَّا لِلّٰہِ

فیصلہ کرنے والا تو صرف اللہ ہے

(القرآن المجید، سورۂ یوسف، سورۃ نمبر۱۲، پارہ:۱۲، آیت ۴۰)

فیصلہ کرنے والا تو صرف اللہ ہے مگر۔۔۔!

امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی متوفی ۴۵۸ھ اپنی سنن میں نقل کرتے ہیں:۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خارجیوں سے فرمایا کہ اگر میں تمہیں قرآن سے ثابت کردوں کہ انسانوں میں فیصلہ کرنے والا مقرر کیا جاسکتا ہے تو تم اپنی بات سے رجوع کرلوگے؟

خارجیوں کے ہاں کہنے پر آپ رضی اللہ عنہما نے سورۃ النساء کی یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا

اور اگر تم کو میاں بی بی کے جھگڑے کا خوف ہو تو ایک حَکَم (فیصلہ کرنے والا) مرد والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک حَکَم (فیصلہ کرنے والا) عورت والوں کی طرف سے (القرآن المجید، سورۃ النساء، سورۃ نمبر۴، پارہ:۵، آیت ۳۵) یہ سن کر دو ہزار خارجیوں نے توبہ کی باقی اپنی گمراہیت پر ہی مارے گئے۔ (السنن الکبریٰ، للبیہقی، کتاب: قتال اهل البغی، باب لایبدأ الخوارج بالقتال، رقم الحدیث ۱۶۵۱۷ ج ۸ ص ۱۷۹ مطبوع: دارالباز مکۃ المکرّمۃ)

خارجی کون ۔۔۔؟

امام ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی بن محمد الجوزی، المتوفی: ۵۹۷ھ خارجیوں کے حالات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

خارجی لوگ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ظاہر ہوئے:

یہ کلمہ بھی پڑھتے تھے۔ نمازیں بھی پڑھتے تھے۔ قرآن کی تلاوت بھی کرتے تھے اور کثرت سے اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

میں نے ان سے بڑھ کر عبادت میں کوشش کرنے والی کوئی قوم نہ دیکھی کہ سجدوں کی کثرت سے ان کی پیشانیوں پر زخم پڑ گئے تھے۔

مگر۔۔۔ گمراہ کیوں ہوئے۔؟۔۔ وجہ کیا تھی۔؟۔۔ غور کیجئے۔۔۔!

خارجی لوگ قرآن کریم کو غلط سمجھنے کی وجہ سے گمراہ ہوئے۔

کیونکہ وہ قرآن مجید کو خود سمجھنے کی کوشش کرتے تھے۔

اسی وجہ سے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر شرک کا فتویٰ لگایا۔ اور کہا کہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ اسلام سے خارج ہیں۔اور پھر صحابہ کرام علیہم الرضوان پر شرک کا الزام لگایا۔

(تلبیس ابلیس، الباب الخامس، ذکر تلبیس ابلیس علی الخوارج، ج ا ص ۸۶ دار الفکر للطباعۃ والنشر ، بیرزت، لبنان)

اسی طرح حقیقت میں کفایت کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے جیسا کہ خود اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرما رہا ہے:

اللہ کافی ہے

فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ

تو آپ فرما دیجئے مجھے اللہ کافی ہے

(القرآن المجید، سورۃ التوبۃ، سورۃ نمبر ۹، پارہ:۱۱، آیت ۱۲۹)

دوسرے مقام پر ارشاد فرما رہا ہے:

اللہ اور ایمان والے کافی ہیں

یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ

اے غیب کی خبریں بتانے والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو اللہ عزوجل بھی کافی ہے اور آپ کی پیروی کرنے والے نیک صالح مؤمن بھی آپ کو کافی ہیں۔

(القرآن المجید، سورۃ الانفال، سورۃ نمبر ۸، پارہ:۱۰، آیت ۶۴)

معلوم ہوا۔۔۔!

حقیقی طور پر تو ہر معاملے میں اللہ ہی کافی ہے، مگر مسلمان مجازی طور پر اللہ تعالیٰ کی عطا سے کافی ہیں۔جیسا کہ۔۔۔۔!

ابوالفداء اسماعیل بن عمر ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ، امام شَعبی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

حَسْبُکَ اللّٰہُ وَحَسْبُ مَنْ شَھِدَ مَعَکَ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کافی ہے اور وہ مسلمان کافی ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں

(تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر، تحت الآیۃ ۶۴، سورۃ الانفال، ج ۴ ص ۸۴ مطبوع: دار طیبہ للنشر، بیروت)

سارا اختیار اللہ کے لئے ہے

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الۡاَمۡرَ کُلَّهٗ لِلّٰهِ

اختیار تو سارا اللہ کا ہے

(القرآن المجید، سورۃ آلِ عمران، سورۃ نمبر۳، پارہ:۴، آیت۱۵۴)

دوسرے مقام پر فرمایا:

ذی اختیار کی اطاعت

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِیۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَ اُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡكُمۡ

اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں ذی اختیار ہیں

(القرآن المجید، سورۃ النساء، سورۃ نمبر۴، پارہ:۵، آیت ۵۹)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تو حقیقی طور پر ذی اختیار ہے اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کی عطا سے ذی اختیار ہیں۔ اور اسلامی ریاست کا حاکم بھی ذی اختیار ہوتا ہے۔ مگر یہ اختیار اللہ کا دیا ہوا ہے جو مجازی ہے، حقیقی اختیار تو اللہ ہی کے پاس ہے۔

اپنے محبوب کو دنیوی و اُخروی نعمتوں کا قاسم ومختار بنایا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلۡ لَّاۤ اَمۡلِكُ لِنَفۡسِیۡ ضَرًّا وَّلَا نَفۡعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ

تم فرماؤ میں اپنی جان کے بھلے بُرے کا ذاتی اختیار نہیں رکھتا مگر جو اللہ چاہے

(القرآن المجید، سورۂ یونس، سورۃ نمبر۱۰، پارہ:۱۱، آیت ۴۹)

معلوم ہوا۔۔۔!

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حقیقی اختیار تو صرف اللہ ہی کو حاصل ہے مگر اللہ تعالیٰ جس کو چاہے جتنا چاہے اور جب تک چاہے نفع ونقصان کا موجب بنا کر اختیارات عطا فرماتا ہے۔ جس طرح حضور تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی دنیوی و اُخروی نعمتوں کا قاسم ومختار بنایا تو یہ تقسیم اور اختیار ذاتی نہیں بلکہ عطائی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مختارِ کل ہیں

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مختارِ کل اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے کائنات میں تصرّف کا اذن اور اختیار دیا ہے۔

یہ یاد رہے کہ بعض کلمات کا اطلاق بعض مقامات میں مختلف معنی دیتا ہے۔ مثلاً لفظ کل جب اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال ہوگا تو حقیقی معنی میں ہوگا مگر جب یہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی مقرب بندہ کے لیے استعمال ہوگا تو اضافی ومجازی معنی میں ہوگا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے مختار کل کا لفظ اسی معنی میں مراد لیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کائنات کی ہر نعمت اپنے محبوب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرماتا ہے اور پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام کائنات کی نعمتوں کو تقسیم فرماتے ہیں۔

امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، اپنی صحیح میں نقل فرماتے ہیں:

جیسا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَخَازِنٌ وَاللّٰهُ يُعْطِي

بے شک میں تو تقسیم کرنے والا ہوں، اور خزانوں کا امانت دار ہوں، عطا اللہ ہی فرماتا ہے

(صحیح بخاری، کتاب العلم، باب: من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین، ج ا ص ۳۹، الرقم الحدیث: ۷۱ مطبوع: دارالقلم، بیروت، لبنان)

حضور اکرم ﷺ کی شان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب دانائے غیوب ﷺ کو تمام خزانوں کی چابیاں عطا فرمائی ہیں۔

اس بات کا اظہار خود سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا:

وَ إِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ

مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمائی گئی ہیں۔

(صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب الصلوۃ علی الشھید، رقم الحدیث:۱۲۷۹ ج ا ص ۴۵۱، مطبوع: دار ابن کثیر الیمامۃ، بیروت)

ربّ ہے معطی یہ ہیں قاسم — رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں

حضور اکرم ﷺ صاحبِ اختیار ہیں

حضور اکرم ﷺ صاحبِ شریعت و صاحبِ اختیار ہیں، اور حقیقت میں شریعت تاجدار رسالت ﷺ کی اداؤں کا نام ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے تمام احکام اپنے محبوب کے سپرد کر دیئے ہیں۔ جو چاہیں جس کے لئے چاہیں احکامِ شریعت سے خاص فرما دیں، اور جو چاہیں جس کے لئے چاہیں حلال و حرام فرما دیں۔ جو چاہیں فرض و واجب فرما دیں۔ ایک جھلک سنتے چلیئے۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ اپنی صحیح میں لکھتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فَقَالَ اذْبَحْهَا وَلَنْ تَجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کو چھ ماہ کی بکری قربان کرنے کی اجازت عطا فرما دی، اور ارشاد فرمایا: یہ اجازت صرف تمہارے لیے ہے تمہارے بعد کسی کے لیے نہیں۔

(صحیح بخاری، کتاب الاضاحی، باب سنۃ الاضحیۃ، ج ۵ ص ۲۱۰۹ رقم الحدیث: ۵۲۲۵ مطبوع: دار ابن کثیر الیمامۃ، بیروت)

امام مسلم بن حجاج بن مسلم القشیر ی متوفی: ۲۶۱ھ، اپنی صحیح میں نقل کرتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ سے حضرت اُمّ عطیہ رضی اللہ عنہا نے نوحہ کی اجازت طلب کی تو نبی

کریم ﷺ نے اجازت عطا کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

إِلَّا آلَ فُلَانٍ

ان لوگوں کے علاوہ آئندہ کسی اور کے ساتھ نوحہ کی اجازت نہیں ہے

(صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب التشدید فی النیاحۃ، ج ۳ ص ۴۶ رقم الحدیث: ۲۲۰۸ مطبوع: دار الجلیل، بیروت)

ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی السلمی متوفی ۲۷۹ھ، نے اپنی سنن میں نقل کیا:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

يَا عَلِيُّ لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يُجْنِبَ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ غَيْرِي وَغَيْرَكَ

اے علی! میرے اور تمہارے علاوہ کسی کو حالتِ جنب میں مسجد میں آنا حلال نہیں ہے۔

(سنن ترمذی، کتاب: المناقب، باب: قول النبی لعلی، ج ۱۳ ص ۳۳۴ رقم الحدیث: ۴۰۹۳ مطبوع: دار احیاء التراث العربی، بیروت)

امام ابوداؤد سلیمان بن الأشعث السجستانی، متوفی ۲۷۵ھ اپنی سنن میں لکھتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

شَهَادَةُ خُزَيْمَةَ بِشَهَادَةِ رَجُلَيْنِ

حضرت خزیمہ ابن ثابت رضی اللہ عنہ کی گواہی دو مردوں کی گواہی کے قائم مقام ہے

(سنن ابی داؤد، کتاب الاقضیۃ، باب إِذَا علم الحاكم، ج ۳ ص ۳۴۰ رقم الحدیث: ۳۶۰۹ مطبوع: دار الکتاب العربی، بیروت)

فقط بتانا مقصود یہ ہے جس کو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس انداز میں فرمایا:

سرور کہوں کہ مالک و مولا کہوں تجھے — باغِ خلیل کا گلِ زیبا کہوں تجھے
لیکن رضا نے ختم سخن اس پہ کر دیا — خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

امام شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی، متوفی ۹۲۳ھ، لکھتے ہیں:

جس کو نعمت ملی یا مل رہی ہے یا ملے گی وہ حضور قاسمِ مطلق ﷺ کے مقدس ہاتھوں سے ملی اور مل رہی ہے اور ملے گی۔ آپ تکوین (عدم کو وجود میں لانا) میں مختارِ کل ہیں مملکت

خداوندی کے مالک و مُتصرِّف ومُدَبِّر اَعظم باذنِ پروردگار ہیں۔

(المواہب اللدنیۃ، الفصل الثانی، ج۵ ص۲۶۰ مطبوع: دارالکتب العلمیہ، بیروت)

اس صورت میں شرک کب ہوگا

اس صورت میں شرک جب ہوگا جب کوئی حضور اکرم ﷺ کو ازخود یعنی بغیر عطاء پروردگار مختارکل اور ہر نعمت کا ذاتی مالک مانے۔ اور ایسا کسی مسلمان کا عقیدہ نہیں ہے۔ تمام مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ باذنِ پروردگار کائنات کی ہر نعمت کے مالک ومختار ہیں۔

حقیقتاً ھادِی اور مُضِلّ ذاتِ باری تعالیٰ ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ

اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور ہدایت فرماتا ہے جسے چاہے

(القرآن المجید، سورۃ المدّثر، سورۃ نمبر۷۴، پارہ:۲۹، آیت ۳۱)

دوسرے مقام پر خود اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم ﷺ کو فرما رہا ہے:

وَ اِنَّكَ لَتَهْدِیْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

اور بے شک تم ضرور سیدھی راہ بتاتے ہو۔ (القرآن المجید، سورۃ الشوریٰ، سورۃ نمبر۴۲، پارہ:۲۵، آیت ۵۲)

حضرت نوح علیہ السّلام عرض کررہے ہیں:

اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ یُضِلُّوْا عِبَادَكَ

بے شک اگر تو انہیں رہنے دے گا تو تیرے بندوں کو گمراہ کردیں گے

(القرآن المجید، سورۂ نوح، سورۃ نمبر۷۱، پارہ:۲۹، آیت ۲۷)

غور کیجئے۔۔۔!

معلوم ہوا حقیقت میں ہدایت کی دولت اور شامتِ اعمال کے سبب گمراہیت کی ذلّت

دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں مگر مجازی طور پر اس کی نسبت مخلوق کی طرف کرنا عقیدۂ توحید کے مخالف نہیں۔

اللہ کے سوا کوئی دافع البلاء نہیں

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ اِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ

اور اگر تجھے اللہ کوئی بُرائی پہنچائے تو اس کے سوا اس کا کوئی دور کرنے والا نہیں

(القرآن المجید، سورۃ الانعام، سورۃ نمبر ۶، پارہ: ۷، آیت ۱۷)

اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دافع بلاء و عذاب فرمایا

کہیں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو دافع بلاء و عذاب قرار دیا جا رہا ہے:۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنتَ فِيهِمْ

اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو

(القرآن المجید، سورۃ الاعراف، سورۃ نمبر ۸، پارہ: ۹، آیت ۲۳)

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ حقیقتاً دافع البلاء ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی عطا سے مجازاً دافع البلاء ہیں۔ لہٰذا شرک نہیں ہوسکتا۔

سبحان اللہ! ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسے دافع البلاء صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے کفار پر سے بھی عذاب دور ہو گیا۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۳۰ ص ۳۷۹ تا ۳۸۱ مطبوع رضا فاؤنڈیشن لاہور)

تو پھر مسلمانوں پر دفع بلاء کا عالَم کیا ہوگا۔ جن پر حضور پر نور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی شفقتوں، لطافتوں، عنایتوں اور مہربانیوں کا عالَم یہ ہے کہ اُن اُمتیوں کا مشقت میں پڑنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر گراں گزرتا ہے۔

اسی وجہ سے ربّ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو (رؤف، رحیم) جیسی اعلیٰ صفات سے

نوازا، اور اپنے محبوب کریم ﷺ کے لئے ان ہی الفاظ کا استعمال فرمایا جو اپنے لئے اختیار فرمائے۔

اللہ رؤف ورحیم ہے

اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

بے شک اللہ آدمیوں پر بہت مہربان رحم والا ہے۔

(القرآن المجید، سورۃ البقرۃ، سورۃ نمبر۲، پارہ:۲، آیت ۱۴۳)

حضور ﷺ بھی رؤف ورحیم ہے

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم ﷺ کے لئے ارشاد فرمایا:

بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

مسلمانوں پر کمال مہربان اور رحم فرمانے والے ہیں۔

(القرآن المجید، سورۃ التوبۃ، سورۃ نمبر۹، پارہ:۱۱، آیت ۱۲۸)

عقیدے کی اصلاح کیجئے

معلوم ہوا کہ (رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ) حقیقت میں اللہ کی صفات ہیں، مگر باذن پروردگار جلّ جلالہٗ یہ صفات اپنے محبوب کریم ﷺ کو بھی عطا فرمائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم ﷺ کو صفتِ رحیمی میں وہ کمال عطا کیا ہے کہ تمام عالَمین کے لئے آپ کی ذاتِ بابرکت کو باعثِ رحمت بنا دیا ہے۔

حضور ﷺ تمام عالَمین کے لئے باعثِ رحمت ہیں

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

ہم نے نہ بھیجا تمھیں مگر رحمت سارے جہان کیلئے۔ (القرآن المجید، سورۃ الانبیاء، سورۃ نمبر۲۱، پارہ:۱۷، آیت ۱۰۷)

اس آیت سے واضح ہو گیا کہ حضور اکرم ﷺ ایسی رحمت ہیں، جن کے صدقے وطفیل مصیبت اور زحمت دور ہوتی ہیں۔

اللہ بندوں پر گواہ ہے

اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَہِیْدًا

بے شک اللہ ہر چیز پر گواہ ہے۔ (القرآن المجید، سورۃ الاحزاب، سورۃ نمبر۳۳، پارہ:۲۲، آیت ۵۵)

حضور ﷺ بھی گواہ ہیں

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم ﷺ کو بھی شَہِیْد فرمایا:

وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَہِیْدًا

اور یہ رسول تم پر گواہ ہیں۔ (القرآن المجید، سورۃ البقرۃ، سورۃ نمبر۲، پارہ:۲، آیت ۱۴۳)

عقیدے کی اصلاح کیجئے

معلوم ہوا کہ حقیقت میں (شَہِیْد بمعنی گواہ) اللہ کی صفت ہے، مگر باذن پروردگار جلّ جلالہ یہ صفت اپنے محبوب کریم ﷺ کو بھی عطا فرمائی ہے۔

یاد رہے ----! گواہ کے لیے موقع پر موجود ہونا، حالات کو دیکھنا اور سننا ضروری ہے۔ جیسا کہ ----

امام ابوالقاسم حسین بن محمد راغب اصفہانی، متوفی ۵۰۲ھ، لکھتے ہیں:

اَلشُّھُوْدُ وَ الشَّھَادَۃُ اَلْحُضُوْرُ مَعَ الْمُشَاھَدَۃِ اِمَّا بِالْبَصَرِ اَوْ بِالْبَصِیْرَۃِ "

یعنی شہود اور شہادت کے معنٰی ہیں حاضر ہونا مع ناظر ہونے کے بصر کے ساتھ ہو یا

بصیرت کے ساتھ اور گواہ کو بھی اسی لئے شاہد کہتے ہیں کہ وہ مشاہدہ کے ساتھ جو علم رکھتا ہے اس کو بیان کرتا ہے۔ (المفردات فی غریب القران، ص ۲۷۱، طبع: قدیمی کتب خانہ، کراچی)

حاضر وناظر سے متعلق اہل سنّت و جماعت کا عقیدہ

استاذی مناظرِ اسلام علامہ مولانا سعید احمد اسعد صاحب دامت برکاتہم العالیہ اپنی کتاب ''مسئلہ حاضر وناظر'' میں لکھتے ہیں: ہم اہلسنّت و جماعت نبی کریم ﷺ کے جسم بشری کے ساتھ ہر مقام پر وجود ہونے کا دعویٰ نہیں کرتے ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ جس طرح آسمان کا سورج اپنے جسم کے ساتھ آسمان پر ہے لیکن اپنی روشنی اور نورانیّت کے ساتھ روئے زمین پر موجود ہے، اسی طرح نبوّت کے آفتاب جناب محمّد ﷺ اپنے جسم اطہر، جسم بشری کے ساتھ گنبدِ خضریٰ میں جلوہ گر ہیں لیکن اپنی نورانیت، روحانیّت اور علمیت کے ساتھ ہر جگہ جلوہ گر ہیں۔

حضور ﷺ کو حاضر وناظر ماننا شرک نہیں

حضور ﷺ کو حاضر وناظر ماننا شرک نہیں، بلکہ عین توحید ہے کیونکہ اللہ وحدہٗ لاشریک کا فرمان ہے:

يَآ اَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝

اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بیشک ہم نے تمھیں بھیجا حاضر ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا۔ (القرآن المجید، سورۃ الاحزاب، سورۃ نمبر ۳۳، پارہ: ۲۲، آیت ۴۵، ۴۶)

اس آیت کی تفسیر میں مولانا نعیم الدین مراد آبادی متوفی ۱۳۶۷ھ، لکھتے ہیں:

سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام عالَم کی طرف مبعوث ہیں، آپ کی رسالت عامّہ ہے جیسا کہ سورۂ فرقان کی پہلی آیت میں بیان ہوا تو حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت تک ہونے والی ساری خَلق کے شاہد ہیں اور ان کے اعمال وافعال واحوال، تصدیق، تکذیب،

ہدایت، ضلال سب کا مشاہدہ فرماتے ہیں۔

(تفسیر خزائن العرفان، تحت الآیۃ: ۴۵ سورۃ الاحزاب، مطبوع: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور)

اسی بات کا ثبوت خود حضور اکرم ﷺ کے فرمان مبارک سے ملتا ہے۔

حوض کوثر کو دیکھنا

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، اپنی صحیح میں نقل فرماتے ہیں:

سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنِّیْ فَرَطٌ لَکُمْ وَاَنَا شَهِیْدٌ عَلَیْکُمْ وَاِنِّیْ وَاللّٰهِ لَاَنْظُرُ اِلٰی حَوْضِی الْآنَ وَاِنِّیْ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ

میں تمہارے آگے پیش رو ہوں اور تمہارا گواہ ہوں اور تمہارے وعدہ کی جگہ حوض کوثر ہے اور میں اسے اس وقت اپنی اسی جگہ سے دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمائی گئی ہیں۔ (صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب الصلوۃ علی الشھید، رقم الحدیث: ۱۲۷۹ ج ۱ ص ۴۵۱، مطبوع: دار ابن کثیر الیمامۃ، بیروت)

قیامت تک کے مناظر کو ہتھیلی کے مانند دیکھنا

حافظ نور الدین علی بن ابوبکر ہیثمی متوفّٰی ۸۰۷ھ، اپنی مجمع میں نقل فرماتے ہیں:

نبیٔ غیب داں ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْهَا وَاِلٰی مَا هُوَ کَائِنٌ فِیْهَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ هٰذِهٖ جَلِیَانٌ مِّنَ اللّٰهِ جَلَّاهُ لِنَبِیِّهٖ کَمَا جَلَّاهُ لِلنَّبِیِّیْنَ مِنْ قَبْلِهٖ

بے شک اللہ (عَزَّ وَجَلَّ) نے میرے سامنے دنیا اٹھالی ہے تو میں اسے اور اس میں جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے، سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ایسی روشنی ہے جو اس نے میرے لئے اور مجھ سے پہلے انبیائے کرام علیہم السلام

کے لئے کی تھی۔ (مجمع الزوائد کتاب علامات النبوۃ باب ۳۳، رقم الحدیث: ۱۴۰۶۷ ج ۸ ص ۵۱۰ مطبوع: دارالفکر بیروت)

مذکورہ بالا احادیث کریمہ کی روشنی میں یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبوں کو وہ کمالات عطا کیے ہیں کہ عقل ان کا ادراک کر ہی نہیں سکتی، تو پھر عقل پر عقائد کی بنیاد کیسے رکھی جاسکتی ہے۔

عقل کو تنقید سے فرصت نہیں　　　عشق پر اعمال کی بنیاد رکھ

ایک فرشتہ تمام جہانوں کی بات سنتا ہے

امام زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی متوفی ۶۵۶ھ نقل کرتے ہیں:

حضرت سیّدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے:

إِنَّ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى مَلَكًا أَعْطَاهُ أَسْمَاعَ الْخَلَائِقِ، فَهُوَ قَائِمٌ عَلٰى قَبْرِيْ الخ

اللہ عزوجل نے میری قبر پر ایک فرشتہ مقرر فرمایا ہے جسے اس نے تمام مخلوق جتنی قوتِ سماعت عطا فرمائی ہے، لہٰذا قیامت تک جو بھی مجھ پر درودِ پاک پڑھے گا وہ فرشتہ مجھے اس کا اور اس کے باپ کا نام بتائے گا کہ یہ فلاں بن فلاں ہے جس نے آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم پر درودِ پاک پڑھا ہے۔

(الترغیب والترھیب، کتاب الذکر والدعا، باب فی اکثار الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم الحدیث: ۱۵۶۳ ج ۲ ص ۲۱۲ مطبوع: دارالفکر بیروت)

علامہ عبدالرؤف مناوی، متوفی ۱۰۰۳ھ "اعطاہ اسماع الخلائق" کی شرح میں یوں فرماتے ہیں:

ای قوۃ یقتدر بھا علیٰ سماع ماینطق بہ کل مخلوق من
انس وجن وغیرھما (زاد المناوی) فی ای موضع کان

یعنی اللہ تعالیٰ نے اس فرشتے کو ایسی قوت دی ہے کہ انسان جن وغیرہما تمام مخلوقِ الٰہی

کی زبان سے جو کچھ نکلے اسے سب کے سننے کی طاقت ہے چاہے کہیں کی آواز ہو۔

(التیسیر شرح جامع الصغیر، حرف الھمزۃ، ج ا ص ۲۶۸، مطبوع: مکتبۃ الامام الشافعی ریاض)

عقیدے کی اصلاح کیجئے۔۔۔۔!

مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پُر انوار پر کھڑا ہونے والا ایک فرشتہ جو ایک خادم کی حیثیت سے کھڑا ہے اس کی شانِ سماعت اور حاضر و ناظر ہونے کا عالم یہ ہے کہ وہ تمام مخلوق کو ان کے ناموں مع ولدیت جانتا بھی ہے، پہچانتا بھی ہے آواز بھی سن لیتا ہے، تو اندازہ لگائیں جس کے خادموں کے شان یہ ہے تو ان کے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شانوں کا عالم کیا ہوگا۔

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی شان

حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ اپنے قصیدے میں ارشاد فرماتے ہیں:

نظرتُ الٰی بِلادِ اللہ جمعاً کخَردَلۃٍ علٰی حُکمِ اتّصالیْ

میں نے اللہ کے تمام ملک کو اس طرح ملاحظہ فرمایا کہ گویا وہ سب میرے سامنے رائی کے دانہ کے برابر ہیں۔ (قصیدۂ غوثیہ، ص۷۹ مطبوع: نوری بک ڈپو لاہور)

سبحان اللہ! غور کیجئے! جس آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی شان یہ ہو تو پھر سردار کا عالم کیا ہوگا۔ اس موضوع کو سمجھنے کے لئے صرف یہ شعر کافی ہے:

چاہیں تو اشاروں سے اپنے کایا ہی پلٹ دیں دنیا کی
یہ شان ہے خدمت گاروں کی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا عالم کیا ہوگا

اللہ سمیع اور بصیر ہے

اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے ارشاد فرمایا:

اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ

بے شک وہ سنتا جانتا ہے

(القرآن المجید، سورۂ بنی اسرائیل، سورۃ نمبر ۱۷، پارہ: ۱۵، آیت ۱)

مخلوق بھی سمیع اور بصیر ہے

فَجَعَلۡنٰہُ سَمِیۡعًۢا بَصِیۡرًا

تو اسے سنتا دیکھتا کر دیا

(القرآن المجید، سورۃ الدھر، سورۃ نمبر ۷۶، پارہ: ۲۹، آیت ۲)

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو عقیدہ سمجھا رہا ہے

عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سننے کے لیے کانوں کا اور دیکھنے کے لیے آنکھوں کا محتاج نہیں جبکہ ہم سننے و دیکھنے کے لیے ان چیزوں کے محتاج ہیں۔

لٰہذا شرک نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ از خود سنتا اور دیکھتا ہے اور ہم اللہ تعالیٰ کی عطا سے سنتے اور دیکھتے ہیں۔

حقیقت میں تو اللہ ہی مولا (مددگار) ہے

قرآن کریم میں ہے:

بَلِ اللّٰہُ مَوۡلٰکُمۡ

بلکہ اللہ تمہارا مولا ہے

(القرآن المجید، سورۂ آلِ عمران، سورۃ نمبر ۳، پارہ: ۴، آیت ۱۵۰)

جبرئیل اور ایمان والے بھی مولا (مددگار) ہیں

دوسرے مقام پر فرمایا:

فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ مَوْلٰہُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ

تو بیشک اللہ ان کا مولا (مددگار) ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے

(القرآن المجید، سورۃ التحریم، سورۃ نمبر ۶۶، پارہ: ۲۸، آیت ۴)

عقیدے کی اصلاح کیجئے

معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا کسی کو مولا کہہ دینے سے شرک نہیں ہو جاتا، اگر شرک ہوتا تو اللہ جبرئیل امین اور مؤمنوں کے لئے مولا کے لفظ کو استعمال نہیں فرماتا۔ اسی طرح مختلف مقامات پر اس بات کو سمجھا جاسکتا ہے جیسے۔۔۔!

حقیقت میں شِفاء دینے والا اللہ ہے

قرآن مجید میں حضرت ابراھیم علیہ السلام کا فرمان ہے:

وَاِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنِ

اور جب میں بیمار ہوں تو وہی مجھے شِفا دیتا ہے

(القرآن المجید، سورۃ الشعراء، سورۃ نمبر ۲۶، پارہ: ۱۹، آیت ۸۰)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا شِفا عطا فرمانا

اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام ارشاد فرمارہے ہیں:

وَاُبْرِئُ الْاَکْمَهَ وَالْاَبْرَصَ

اور میں شِفا دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور سپید داغ والے کو

(القرآن المجید، سورۃ آلِ عمران، سورۃ نمبر ۳، پارہ: ۳، آیت ۴۹)

عقیدے کی اصلاح کیجئے

عقیدہ یہ ہے کہ حقیقت میں شِفاء دینے والا اللہ تعالیٰ ہے، مگر اس کے اذن سے اس کے پیارے بھی مجازی طور پر یہ کام کر سکتے ہیں۔ لہٰذا شرک نہیں ہو سکتا۔

تفسیر

اس آیت کی تفسیر میں مولانا نعیم الدین مراد آبادی متوفی ۱۳۶۷ھ، لکھتے ہیں:

اکثر حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے پاس ایک ایک دن میں پچاس پچاس ہزار مریضوں کا اجتماع ہو جاتا تھا ان میں جو چل سکتا تھا وہ حاضر خدمت ہوتا تھا اور جسے چلنے کی طاقت نہ ہوتی اس کے پاس خود حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسّلام تشریف لے جاتے اور دعا فرما کر اس کو تندرست کرتے اور اپنی رسالت پر ایمان لانے کی شرط کر لیتے۔

(تفسیر خزائن العرفان، تحت الآیۃ: ۴۹ سورۂ آل عمران، مطبوع: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور)

مُردے زندہ کرنا اللہ کی شان ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ هُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى

اور وہ مردوں کو زندہ فرماتا ہے

(القرآن المجید، سورۃ الشوریٰ، سورۃ نمبر ۴۲، پارہ: ۲۵، آیت ۹)

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا مُردے زندہ فرمانا

اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السّلام ارشاد فرما رہے ہیں:

وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ

اور میں مُردے جِلاتا ہوں اللہ کے حکم سے

(القرآن المجید، سورۂ آلِ عمران، سورۃ نمبر ۳، پارہ: ۳، آیت ۴۹)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے چار شخصوں کو زندہ کیا

اس آیت کی تفسیر میں مولانا نعیم الدین مرادآبادی متوفی ۱۳۶۷ھ، لکھتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسّلام نے چار شخصوں کو زندہ کیا۔

(۱) عازر کو زندہ فرمایا

ایک عازر جس کو آپ کے ساتھ اخلاص تھا جب اس کی حالت نازک ہوئی تو اس کی بہن نے آپ کو اطلاع دی مگر وہ آپ سے تین روز کی مسافت کے فاصلہ پر تھا جب آپ تین روز میں وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ اس کے انتقال کو تین روز ہو چکے آپ نے اس کی بہن سے فرمایا ہمیں اس کی قبر پر لے چل وہ لے گئی آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی عازر باذن الٰہی زندہ ہو کر قبر سے باہر آیا اور مدّت تک زندہ رہا اور اس کے اولاد ہوئی۔

(۲) بڑھیا کے بیٹے کو زندہ فرمایا

(۲) ایک بڑھیا کا لڑکا جس کا جنازہ آپ کے سامنے جا رہا تھا آپ نے اس کے لئے دعا فرمائی وہ زندہ ہو کر نعش برداروں کے کندھوں سے اتر پڑا کپڑے پہنے گھر آیا زندہ رہا اولاد ہوئی۔

(۳) عاشر کی بیٹی کو زندہ فرمایا

(۳) ایک عاشر کی لڑکی شام کو مری اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی دعا سے اس کو زندہ کیا۔

(۴) سام بن نوح کو زندہ فرمایا

(۴) ایک سام بن نوح جن کی وفات کو ہزاروں برس گزر چکے تھے لوگوں نے خواہش کی کہ آپ ان کو زندہ کریں آپ ان کی نشاندہی سے قبر پر پہنچے اور اللہ تعالیٰ سے دعاء کی سام نے

سنا کوئی کہنے والا کہتا ہے:

اَجِبْ رُوْحَ اللّٰهِ

یہ سنتے ہی وہ مرعوب اور خوف زدہ اٹھ کھڑے ہوئے اور انہیں گمان ہوا کہ قیامت قائم ہوگئی اس ہول سے ان کا نصف سر سفید ہوگیا، پھر وہ حضرت عیسٰی علیہ السّلام پر ایمان لائے اور انہوں نے عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے درخواست کی کہ دوبارہ انہیں سکرات موت کی تکلیف نہ ہو بغیر اس کے واپس کیا جائے چنانچہ اسی وقت ان کا انتقال ہوگیا۔

(تفسیر خزائن العرفان، تحت الآیۃ: ۴۹ سورۂ آل عمران، مطبوع: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور)

حقیقت میں غیب کا علم اللہ ہی جانتا ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ

تم فرماؤ اللہ کے سوا کوئی آسمانوں اور زمین میں غیب نہیں جانتا

(القرآن المجید، سورۃ النمل، سورۃ نمبر ۲۷، پارہ: ۲۰، آیت ۶۵)

انبیائے کرام علیہم السّلام کو علمِ غیب عطا فرمانا!

کہیں اپنے پسندیدہ رسولوں پر اظہارِ علمِ غیب فرماتا ہے:

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ

غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے

(القرآن المجید، سورۃ الجن، سورۃ نمبر ۷۲، پارہ: ۲۹، آیت ۲۶، ۲۷)

اس آیت کی تفسیر میں مولانا نعیم الدین مراد آبادی متوفی ۱۳۶۷ھ، لکھتے ہیں:

رسولوں کو غیوب پر مسلط کرتا ہے اور انہیں مکمل خبریں اور تمام چیزوں کی حقّانیت بھی عطا فرماتا ہے اور یہ علمِ غیب ان کیلئے معجزہ ہوتا ہے۔

اولیائے کاملین کو بھی اگرچہ غیوب پر اطلاع دی جاتی ہے مگر انبیاء کا علم اولیاء کے علم سے بہت بلند و بالا و ارفع و اعلیٰ ہے اور اولیاء کے علوم انبیاء ہی کے واسطے و ذریعے سے اور انہیں کے فیض سے ہوتے ہیں۔

بیانِ مذکورہ بالا میں اس کا اشارہ کردیا گیا ہے سیّد الرُّسُل خاتمُ الانبیاء محمّد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مرتضٰی رسولوں میں سب سے اعلیٰ ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام اشیاء کے علوم عطا فرمائے جیسا کہ صحاح کی معتبر احادیث سے ثابت ہے اور یہ آیت حضور کے اور تمام مرتضٰی رسولوں کیلئے غیب کا علم ثابت کرتی ہے۔

(تفسیر خزائن العرفان، تحت الآیۃ: ۲۷ سورۃ الجن، مطبوع: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور)

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا اظہارِ علمِ غیب

اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السّلام ارشاد فرما رہے ہیں:

وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِكُمْ

اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو

(القرآن المجید، سورۃ آلِ عمران، سورۃ نمبر ۳، پارہ: ۳، آیت ۴۹)

عقیدے کی اصلاح کیجئے

اللہ تعالیٰ مؤمنوں کو ان کا عقیدہ سمجھا رہا ہے کہ جو کام اللہ تعالیٰ حقیقتاً کرتا ہے وہی کام بندے بھی مجازاً کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے چار معجزات بیان ہوئے، یہ درحقیقت نبی کے صدقِ نبوّت کی دلیل ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا غیب کی خبریں دینا

جب حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے بیماروں کو اچھا کیا اور مُردوں کو زندہ کیا تو بعض لوگوں

نے کہا کہ یہ تو جادو ہے اور کوئی معجزہ دکھایئے تو آپ نے فرمایا کہ جو تم کھاتے ہو اور جو جمع کرر کھتے ہو میں اس کی تمہیں خبر دیتا ہوں اسی سے ثابت ہوا کہ غیب کے علوم انبیاء کا معجزہ ہیں۔

اور حضرت عیسٰی علیہ السّلام کے دستِ مبارک پر یہ معجزہ بھی ظاہر ہوا آپ آدمی کو بتادیتے تھے جو وہ کل کھاچکا اور آج کھائے گا اور جو اگلے وقت کے لئے تیار کرر کھا ہے۔

آپ کے پاس بچے بہت سے جمع ہو جاتے تھے آپ انہیں بتاتے تھے کہ تمہارے گھر فلاں چیز تیار ہوئی ہے تمہارے گھر والوں نے فلاں فلاں چیز کھائی ہے فلاں چیز تمہارے لئے اٹھا رکھی ہے بچے گھر جاتے روتے گھر والوں سے وہ چیز مانگتے گھر والے وہ چیز دیتے۔ اور ان سے کہتے کہ تمہیں کس نے بتایا بچے کہتے عیسٰی علیہ السّلام نے تو لوگوں نے اپنے بچوں کو آپ کے پاس آنے سے روکا اور کہا وہ جادوگر ہیں ان کے پاس نہ بیٹھو اور ایک مکان میں سب بچوں کو جمع کر دیا عیسٰی علیہ السّلام بچوں کو تلاش کرتے تشریف لائے تو لوگوں نے کہا وہ یہاں نہیں ہیں آپ نے فرمایا کہ پھر اس مکان میں کون ہے انہوں نے کہا سور ہیں فرمایا ایسا ہی ہوگا اب جو دروازہ کھولتے ہیں تو سب سور ہی سور تھے۔ الحاصل غیب کی خبریں دینا انبیاء کا معجزہ ہے اور بے وساطت انبیاء کوئی بشر امور غیب پر مطلع نہیں ہوسکتا۔

(تفسیر خزائن العرفان، تحت الآیۃ: ۴۹ سورۂ آل عمران، مطبوع: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور)

عقیدے کی اصلاح کیجئے

سبحان اللہ! کیا شان ہے اس ربّ کریم عزّ وجل کی جس نے اپنے کلام کے ذریعے ہم پر حق کو واضح کر دیا۔ اور یہ عقیدے بھی بتادیئے کہ میرے محبوب بندے میرے اذن سے مٹی میں بھی جان ڈال سکتے ہیں، پیدائشی نابیناؤں کو بینائی کی دولت عطا کر سکتے ہیں، اور کوڑھ جیسے مرض سے بھی شِفاء بلکہ ہر موذی مرض، مہلک بیماری سے نجات دلا سکتے ہیں۔ اور صرف یہ نہیں وہ باذنِ پروردگار غیب کی خبریں بھی دیتے ہیں۔ یہ شرک نہیں عین درسِ توحید ہے۔

حقیقت میں اللہ تعالیٰ علومِ خمسہ کو جانتا ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِى الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِىْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَمَا تَدْرِىْ نَفْسٌ بِاَىِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ

بیشک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم اور اتارتا ہے مینھ اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کمائے گی اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گی بے شک اللہ جاننے والا بتانے والا ہے۔ (القرآن المجید، سورۃ لقمان، سورۃ نمبر ۳۱، پارہ: ۲۱، آیت: ۳۴)

علومِ خمسہ کی وضاحت

ان پانچ چیزوں کو علومِ خمسہ اور مفاتح الغیب کہا گیا ہے۔ (۱) قیامت کا علم (۲) بارش کب ہوگی (۳) ماں کے پیٹ میں کیا ہے (۴) کل/ آئندہ ہونے والے واقعات کا علم (۵) کون کہاں مرے گا۔

مذکورہ آیت کے ترجمہ پر غور کریں تو یہ بات ہم پر آشکار ہو جائے گی کہ علومِ خمسہ کی بات کرنے کے بعد آخر میں ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ

بے شک اللہ جاننے والا بتانے والا ہے

یعنی اللہ ہی علومِ خمسہ کو حقیقی طور پر جانتا ہے کیونکہ وہ (عَلِیْمٌ) ہے مگر پھر فرمایا وہ ان علوم کی خبر اپنے پیاروں کو بھی دیتا ہے کیونکہ وہ (خَبِیْرٌ) ہے۔

اسی بات کی صراحت سورۃ الجن میں فرمائی گئی ہے:

ارشادِ باری تعالیٰ :

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ

غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے

(القرآن المجید، سورۃ الجن، سورۃ نمبر ۷۲، پارہ: ۲۹، آیت ۲۶، ۲۷)

اس حقیقت کا خلاصہ یہ ہے کہ علوم خمسہ کا کلّی علم تو اللہ ہی کے پاس ہے، مگر بعض جزئیات کا علم مخلوق میں سے بعض ملائکہ وانبیائے کرام کو بھی عطا کیا گیا ہے۔ سب سے زیادہ ان جزئیات کا علم سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا گیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علومِ خمسہ عطا فرمائے گئے ہیں

علمائے مفسرین فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی عطا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علومِ خمسہ عطا فرمائے گئے ہیں، فرق صرف یہ ہے کہ علومِ خمسہ کا حقیقی وذاتی علم تو اللہ کے پاس ہے مگر باذنِ پروردگار مجازی وعطائی طور پر اپنے محبوبِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خوب نوازا گیا ہے۔

صاحبِ تفسیر امام محمود آلوسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

علامہ ابوالفضل سید شہاب الدین محمود آلوسی حنفی، متوفی ۱۲۷۰ھ، لکھتے ہیں:

یہ بات جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو وقوعِ وقتِ قیامت پر مکمل اطلاع دی ہو مگر اس طریقہ پر نہیں کہ اس سے علمِ الٰہی کا اشتباہ ہو، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے کسی حکمت کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کو پوشیدہ رکھنا واجب کر دیا ہو اور یہ علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خواص میں سے ہو۔

(تفسیر روح المعانی، مطبوع: تحت الآیۃ، سورۃ السجدۃ، آیت ۳۴، ج ۲۱ ص ۱۱۳ مطبوع: داراحیاء التراث العربی، بیروت)

صاحبِ تفسیر امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

امام فخر الدین محمد بن عمر تیمی رازی رحمۃ اللہ علیہ، متوفی ۶۰۶ھ، لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے وہ اپنے مخصوص غیب یعنی قیامت ہونے کے وقت پر کسی کو مطلع نہیں فرماتا، البتہ ان کو مطلع فرماتا ہے جو اس کے پسندیدہ رسول ہیں۔

(التفسیر الکبیر، تحت الآیۃ، سورۃ الجن، آیۃ: ۲۶، ۲۷، ج ۱ ص ۵۶۲ مطبوع: داراحیاء التراث العربی، بیروت)

صاحبِ تفسیر امام صاوی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی، متوفی ۱۲۲۳ھ، لکھتے ہیں:

علمائے کرام نے فرمایا کہ حق بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے اس وقت تک وفات نہیں پائی، جب تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان پانچ چیزوں کے علوم پر مطلع نہیں فرمادیا، لیکن آپ کو ان علوم کے مخفی رکھنے کا حکم فرمایا۔ (تفسیر صاوی، ج ۳ ص ۲۱۵ مطبوع: داراحیاء الکتب العربیۃ، مصر)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

امام جلال الدین ابوالفضل عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی، متوفی ۹۱۱ھ، لکھتے ہیں:

بعض علمائے کرام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو امور خمسہ کا علم دیا گیا ہے اور وقوعِ قیامت کا اور رُوح کا بھی علم دیا گیا ہے اور آپ کو ان کے مخفی رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(الخصائص الکبریٰ، باب من خصائصہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۲ ص ۲۹۲ مطبوع: دارالکتب العلمیۃ، بیروت ۱۴۰۵ھ)

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیامت کے علم کا عالم

امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، اپنی صحیح میں نقل فرماتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی علامات بیان فرمائیں، جن میں سے چند یہ ہیں۔

(۱) دنیا میں تین جگہ آدمی زمین میں دھنسا دیئے جائیں گے۔ ایک مشرق میں، دوسرا مغرب میں، تیسرا جزیرۂ عرب میں۔ (صحیح البخاری، کتاب الفتن، باب فی الآیات التی تکون قبل الساعۃ، رقم الحدیث: ۲۹۰۱، ص: ۱۵۵۱ مطبوع: دارالکتب العلمیۃ، بیروت)

(۲) علم اٹھ جائے گا۔ (۳) جہالت کی کثرت ہوگی۔ (۴) مردوں کی تعداد کم ہو جائے گی اور

عورتیں بہت زیادہ ہوں گی۔ یہاں تک کہ ایک مرد کی سرپرستی میں پچاس عورتیں ہوں گی۔

(صحیح البخاری، کتاب العلم، باب رفع العلم وظھور الجھل، رقم الحدیث: ۸۰، ج۱، ص: ۴۷ مطبوع: دارالکتب العلمیۃ، بیروت)

(۵) علانیہ زنا کاری بکثرت ہونے لگے گی۔

(صحیح المسلم، کتاب العلم، باب رفع العلم وقبضہ وظھور الجھل، رقم الحدیث: ۲۶۷۱، ص: ۱۴۳۴ مطبوع: دارابن حزم، بیروت)

(۶) ملک عرب میں کھیتی باغ اور نہریں ہوجائیں گی۔

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب الترغیب فی الصدقۃ، رقم الحدیث: ۱۵۷، ص: ۵۰۵ مطبوع: دارابن حزم، بیروت)

(۷) دین پر قائم رہنا اتنا ہی دشوار ہوگا جیسے مٹھی میں انگارا لینا۔

(جامع ترمذی، کتاب الفتن، باب ۷۳، رقم الحدیث: ۲۲۶۷، ج۴، ص: ۱۱۵ مطبوع: دارالفکر بیروت)

(۸) لوگ علم دین پڑھیں گے مگر دین کے لئے نہیں۔ (۹) مرد اپنی عورت کا فرمانبردار ہوگا اور ماں باپ کی نافرمانی کرے گا۔ (۱۰) مسجدوں میں لوگ شور مچائیں گے۔ (۱۱) گانے بجانے کا رواج بہت زیادہ ہوجائے گا۔ (۱۲) اگلے لوگوں پر لوگ لعنت کریں گے اور برا کہیں گے۔

(جامع الترمذی، کتاب الفتن، باب ماجاء فی علامۃ حلول المسخ، رقم الحدیث: ۲۲۱۷، ۲۲۱۸، ج۴، ص: ۸۹، ۹۰ مطبوع: دارالفکر بیروت)

(۱۳) جانور آدمیوں سے کلام کریں گے۔

(جامع الترمذی، کتاب الفتن، باب ماجاء فی کلام السباع، رقم الحدیث: ۲۱۸۸، ج۴، ص ۷۶ مطبوع: دارالفکر بیروت)

(۱۴) ذلیل لوگ جن کو تن کا کپڑا، پاؤں کی جوتیاں نصیب نہ تھیں بڑے بڑے محلوں میں فخر کریں گے۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان الایمان والاسلام والاحسان، رقم الحدیث: ۸، ص ۲۱، ۲۲ مطبوع: دارابن حزم، بیروت)

(۱۵) وقت میں برکت ختم ہوجائے گی۔ یہاں تک کہ برس مثل مہینے کے اور مہینہ مثل ایک ہفتہ کے۔ اور ایک ہفتہ مثل ایک دن کے گزر جائے گا۔

(شرح السنۃ، کتاب الفتن، باب الدجال لعنہ اللہ، رقم الحدیث: ۴۱۵۹، ج۷، ص: ۴۴۲ مطبوع: دارالکتب العلمیۃ بیروت)

(۱۶) حضرت امام مہدی کا ظہور ہوگا۔

(جامع الترمذی، کتاب الفتن، باب ماجاء فی المھدی: ۵۳، رقم الحدیث ۲۲۳۹، ج۴، ص: ۹۹ مطبوع: دارالفکر بیروت)

(۱۷) دجال نکلے گا۔

(جامع الترمذی، کتاب الفتن، باب ماجاء من این یخرج الدجال، رقم ۲۲۴۴، ج:۴، ص:۱۰۲، مطبوع: دارالفکر بیروت)

(۱۸) حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے۔

(جامع الترمذی، کتاب الفتن، باب ماجاء فی نزول عیسیٰ علیہ السلام، رقم الحدیث: ۲۲۴۰، ج۴، ص۱۰۰ مطبوع: دارالفکر بیروت)

(۱۹) یاجوج وماجوج جو ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے آئیں گے، وہ نکل کر تمام زمین پر پھیل جائیں گے۔ (۲۰) بڑے بڑے فساد اور بربادی برپا کریں گے۔ پھر خدا کے قہر سے ہلاک ہوجائینگے۔ (۲۱) یہاں تک کہ روئے زمین کے تمام مسلمان مرجائیں گے اور تمام دنیا کافروں سے بھر جائے گی۔

(صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب ذکر الدجال، رقم الحدیث: ۲۱۳۷، ص ۱۵۶۸/ ۱۵۶۹ مطبوع: دارابن حزم، بیروت)

(۲۲) آفتاب مغرب سے طلوع ہوگا۔

(جامع الترمذی، کتاب الفتن، باب ماجاء فی طلوع الشمس من مغربھا، رقم ۲۱۹۳، ج۴، ص:۷۸ مطبوع: دارالفکر بیروت)

(۲۳) قرآن کے حروف اڑ جائیں گے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب ذھاب القرآن والعلم، رقم الحدیث: ۴۰۴۹، ج ۴، ص ۳۸۴ مطبوع: دارالمعرفۃ، بیروت)

(۲۴) اس طرح جب قیامت کی تمام نشانیاں ظاہر ہوچکیں گی تو اچانک خدا کے حکم سے حضرت اسرافیل علیہ السّلام صور پھونکیں گے جس سے زمین آسمان ٹوٹ پھوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں گے۔ (صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب فی خروج الدجال... الخ، رقم ۱۱۶، ص:۱۵۷۲ دارابن حزم، بیروت)

(۲۵) چھوٹے بڑے سب پہاڑ چور چور ہوکر بکھر جائیں گے۔ تمام دریاؤں میں طوفان اٹھ کھڑا ہوگا۔ (۲۶) زمین پھٹ جانے سے ایک دریا دوسرے دریاؤں سے مل جائے گا۔ (۲۷) تمام مخلوقات مرجائے گی۔ (۲۸) سارا عالم نیست و نابود اور پوری دنیا تہس نہس ہوکر برباد ہو جائیگی۔ (۲۹) پھر ایک مدت کے بعد جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا کہ تمام عالم پھر پیدا ہوجائے۔ (۳۰) دوسری بار پھر حضرت اسرافیل علیہ السّلام صور پھونکیں گے۔ (۳۱) پھر سارا عالم دوبارہ پیدا

ہو جائے گا۔ (۳۲) پھر تمام مردے زندہ ہو کر میدان محشر میں جمع ہوں گے۔ جہاں سب کے اعمال میزان عمل میں تولے جائیں گے حساب کتاب ہوگا۔

(شعب الایمان، باب فی حشر الناس بعد ما یبعثون من قبورھم، رقم الحدیث:۳۵۳، ج۱،ص:۳۱۲ مطبوع: دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

(۳۳) یمن سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو ہانک کر محشر کی طرف لے جائے گی۔

(صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب فی الآیات... الخ، رقم ۷۴۶۷، ج۸ص:۱۷۸، مطبوع: دار الجلیل، بیروت)

قیامت کس مہینہ میں واقع ہوگی۔۔۔؟

امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، نقل فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(۳۴) محرم الحرام کی دس تاریخ کو قیامت واقع ہوگی۔

(فضائل الاوقات، للبیہقی، باب من فضل یوم الجمعۃ، ج۱ص۴۶۱ مطبوع: مکتبۃ المنارۃ، مکۃ المکرمۃ)

قیامت کس دن واقع ہوگی۔۔۔؟

امام مسلم بن حجاج بن مسلم القشیری متوفی: ۲۶۱ھ، اپنی صحیح میں نقل کرتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(۳۵) قیامت جمعہ کے دن واقع ہوگی۔

(صحیح مسلم، کتاب الجمعۃ، باب فضل یوم الجمعۃ، رقم ۸۵۴، ج۲ص:۵۸۵، مطبوع: دار احیاء التراث العربی، بیروت)

قیامت کس وقت واقع ہوگی۔۔۔؟

امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، نقل فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جمعہ کے دن عصر اور مغرب کے درمیان قیامت واقع ہوگی۔

(الاسماء والصفات، للبیہقی، باب: ماذکر فی الساق، رقم الحدیث: ج۲ص۲۵۰ مطبوع: مکتبۃ السوادی، جدۃ)

صرف قیامت کا سَن نہیں بتایا، کیونکہ۔۔۔!

رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے قیامت تک اور بعد قیامت تک کے احوال تفصیلاً بیان فرمادیئے، صرف یہ نہیں فرمایا کہ کس سَن میں واقع ہوگی کیونکہ۔۔۔!

قیامت اچانک واقع ہونے کا نام ہے۔ بتادیا جاتا تو اچانک نہ رہتی۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَا تَاْتِیْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً

تم پر نہ آئے گی مگر اچانک۔

(القرآن المجید، سورۃ الاعراف، سورۃ نمبر ۷، پارہ:۹، آیت ۱۸۷)

(۲) بارش کے نزول کا علم۔۔۔ بارش کب ہوگی؟

حضرت یوسف علیہ السلام نے بارش نازل ہونے کی خبر دی ہے:

ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِیْهِ یُغَاثُ النَّاسُ وَفِیْهِ یَعْصِرُوْنَ

پھر ان کے بعد ایک برس آئے گا جس میں لوگوں کو مینھ دیا جائے گا اور اس میں رس نچوڑیں گے۔

(القرآن المجید، سورۂ یوسف، سورۃ نمبر ۱۲، پارہ:۱۲، آیت:۴۹)

امام جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۱۱ھ، اپنی تفسیر میں نقل فرماتے ہیں:

رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ سَاعَةٍ مِّنْ لَّیْلٍ وَلَا نَهَارٍ اِلَّا وَالسَّمَاءُ تُمْطِرُ فِیْهَا یُصَرِّفُهُ اللّٰهُ حَیْثُ یَشَاءُ

رات اور دن کی ہر ساعت میں بارش نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ جہاں چاہتا ہے اس بارش کو لے جاتا ہے۔ (الدر المنثور فی التفسیر الماثور، تحت الآیۃ:۲۲ سورۃ البقرۃ، ج ۱، ص ۱۸۴ مطبوع: دار ہجر مصر)

(۳) ماؤں کے رحم کا علم۔۔۔ ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟

فرشتوں نے حضرت یحیٰ علیہ السّلام کی ولادت کی خبر دی:

فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى

تو فرشتوں نے اسے آواز دی اور وہ اپنی نماز کی جگہ کھڑا نماز پڑھ رہا تھا بے شک اللہ آپ کو مژدہ دیتا ہے یحیٰی کا (القرآن المجید، سورۂ آلِ عمران، سورۃ نمبر۳، پارہ:۳، آیت:۳۹)

فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو بیٹے کی خبر دی:

قَالُوْا لَا تَخَفْ وَ بَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ

وہ بولے ڈریئے نہیں اور اسے ایک علم والے لڑکے کی بشارت دی

(القرآن المجید، سورۃ الذّٰریٰت، سورۃ نمبر۵۱، پارہ:۲۶، آیت:۲۸)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں بیٹے کی خبر عطا فرمائی

الحافظ ابو عبد اللہ محمد بن یزید قزوینی ابن ماجہ، متوفی ۲۷۵ھ، اپنی سنن میں لکھتے ہیں:

حضرت اُمّ الفضل رضی اللہ عنہا نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ہمارے گھر میں آپ کے اعضاء میں سے ایک عضو ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خَيْرًا رَأَيْتِ تَلِدُ فَاطِمَةُ غُلَامًا فَتُرْضِعِيْهِ، فَوَلَدَتْ حُسَيْنًا، أَوْ حَسَنًا

تم نے اچھا خواب دیکھا ہے، عنقریب فاطمہ کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا اور تم اسکو دودھ پلاؤ گی، پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حضرت حسن یا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی اور انہوں نے حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ ان کو دودھ پلایا۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب تعبیر الرؤیا، باب:۹، تعبیر الرؤیا، ج۲ ص۱۲۹۳ رقم الحدیث:۳۹۲۳ مطبوع: دار الفکر، بیروت)

(۴) آئندہ ہونے والے واقعات کا علم ۔۔۔ کل کیا ہوگا؟

حضرت یوسف علیہ السّلام نے مستقبل کے چودہ سالوں کی خبریں دیں

حضرت یوسف علیہ السّلام نے آئندہ آنے والے چودہ سالوں کی خبریں دیں۔

قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِیْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِیْ سُنْۢبُلِهٖۤ اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ○
ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ یَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ○

کہا تم کھیتی کرو گے سات برس لگا تار تو جو کاٹو اسے اس کی بال میں رہنے دو مگر تھوڑا جتنا کھالو پھر اس کے بعد سات کرّے برس آئیں گے کہ کھا جائیں گے جو تم نے ان کے لئے پہلے جمع کر رکھا تھا مگر تھوڑا جو بچالو۔ (القرآن المجید، سورۂ یوسف، سورۃ نمبر ۱۲، پارہ: ۱۲، آیت ۴۷، ۴۸)

حضرت خضر علیہ السّلام کا لڑکے سے متعلق کفر کی خبر دینا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ اَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَیْنِ فَخَشِیْنَاۤ اَنْ یُّرْهِقَهُمَا طُغْیَانًا وَّ كُفْرًا ○

وہ جو لڑکا تھا اس کے ماں باپ مسلمان تھے تو ہمیں ڈر ہوا کہ وہ ان کو سرکشی اور کفر پر چڑھائے۔ (القرآن المجید، سورۃ الکہف، سورۃ نمبر ۱۸، پارہ: ۱۶، آیت ۸۰)

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے حضرت خضر علیہ السّلام یہ جانتے تھے کہ یہ لڑکا کفر اختیار کرے گا اور کفر پر ہی قائم رہے گا۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے حضرت خصر علیہ السّلام سے فرمایا کہ تم نے ستھری جان کو قتل کر دیا تو یہ انہیں گراں گزرا اور انہوں نے اس لڑکے کا کندھا توڑ کر اس کا گوشت چیرا تو اس کے اندر لکھا ہوا تھا کافر ہے کبھی اللہ پر ایمان نہ لائے گا۔

(تفسیر خزائن العرفان، تحت الآیۃ: ۸۰، سورۃ الکہف، مطبوع: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت اور بعدِ قیامت تک کی خبریں ارشاد فرمادیں

امام مسلم بن حجاج بن مسلم القشیر ی متوفی: ۲۶۱ھ، اپنی صحیح میں نقل فرماتے ہیں:

حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم

لوگوں کو نماز فجر پڑھا کر منبر پر تشریف لے گئے اور ہم لوگوں کو خطبہ سناتے رہے یہاں تک کہ نماز ظہر کا وقت آ گیا۔ پھر آپ نے منبر سے اتر کر نماز ظہر ادا فرمائی۔ پھر خطبہ دینے میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ نماز عصر کا وقت ہو گیا۔ اس وقت آپ نے منبر سے اتر کر نماز عصر پڑھائی پھر منبر پر چڑھ کر خطبہ پڑھنے لگے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔

فَأَخْبَرَنَا بِمَا كَانَ وَبِمَا هُوَ كَائِنٌ فَأَعْلَمُنَا أَحْفَظُنَا

تو (اس دن بھر کے خطبہ میں) حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو تمام ان واقعات کی خبر دے دی جو قیامت تک ہونے والے تھے تو جس شخص نے جس قدر زیادہ اس خطبہ کو یاد رکھا وہ ہم صحابہ میں سب سے زیادہ علم والا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۸ ص ۱۷۳، رقم الحدیث: ۷۴۴۹ مطبوع: دار الجلیل بیروت)

خیبر فتح ہونے کی خبر دینا

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، اپنی صحیح میں نقل فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کل کی خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلاً يُّفْتَحُ عَلٰى يَدَيْهِ

کل میں جھنڈا اس شخص کو عطا کروں گا جس کے ہاتھوں خیبر فتح ہوگا

(صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب الصلوۃ علی الشھید، رقم الحدیث: ۱۲۷۹ ج ۱ ص ۴۵۱، مطبوع: دار ابن کثیر الیمامۃ، بیروت)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قدومِ مکہ کے موقع پر ارشاد فرمایا:

مَنْزِلُنَا غَدًا إِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ

کل ان شاء اللہ ہماری منزل خیف بنی کنانہ میں ہوگی

(صحیح بخاری، کتاب الحج، باب نزول النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم الحدیث: ۱۵۱۲ ج ۲ ص ۵۷۶، مطبوع: دار ابن کثیر الیمامۃ، بیروت)

(۵) مرنے کی جگہ کا علم۔۔۔۔۔کون کہاں مرے گا؟

حضرت یوسف علیہ السّلام نے اپنے قید کے ساتھی سے فرمایا تھا:

فَيُصْلَبُ فَتَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّأْسِهٖ

وہ سولی دیا جائے گا تو پرندے اس کا سر کھائیں گے

(القرآن المجید، سورۂ یوسف، سورۃ نمبر۱۲، پارہ۱۲، آیت:۴۱)

کفّار کے قتل گاہ کی خبر دینا

امام مسلم بن حجاج بن مسلم القشیر ی متوفی:۲۶۱ھ، اپنی صحیح میں نقل کرتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے بدر کے موقع پر کفار کے قتل گاہ کی خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا إِنْ شَآءَ اللّٰهُ

ان شاء اللہ! کل فلاں کافر اس جگہ گرے گا

(صحیح مسلم، کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا، باب المقعد لمیت، ج۸ص۱۶۳، رقم الحدیث:۷۴۰۲مطبوع: دار الجلیل بیروت)

وضاحت: اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے پیاروں کو اللہ تعالیٰ کی عطا سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کون کہاں مرے گا۔جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السّلام نے یہ بتا دیا کہ تمہاری موت پھانسی کے تختہ پر آئے گی اور پھر یہ بھی فرما دیا کہ تمہارا سر پرندے کھائیں گے۔

اور رسول اللہ ﷺ نے کفار کا نام لے لے کر اس کے مرنے کی جگہ کی خبر پہلے ہی دے دی تھی جو اس بات کی بیّن علامت ہے کہ اللہ کے پیاروں سے غیب کی چیزیں پوشیدہ نہیں ہوتیں۔

العلامۃ أبو القاسم محمود بن عمر الزمخشری، متوفی ۵۳۸ھ، لکھتے ہیں:

حضرت ملک الموت علیہ السّلام حضرت سلیمان علیہ السّلام کے پاس سے گزرے، ان کی مجلس میں بیٹھے لوگوں میں سے ایک شخص کو گھور گھور کر دیکھ رہے تھے، اس شخص نے حضرت

سلیمان علیہ السّلام سے پوچھا یہ شخص کون ہے۔۔۔۔؟

حضرت سلیمان علیہ السّلام نے کہا: یہ ملک الموت ہے۔

اس شخص نے کہا: لگتا ہے یہ میری روح قبض کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، آپ علیہ السّلام سے عرض ہے کہ ہوا کو حکم دیں کہ مجھے اڑا کر ہندوستان کے کسی شہر میں پہنچا دے۔

حضرت سلیمان علیہ السّلام نے ایسا کر دیا، پھر ملک الموت علیہ السّلام سے پوچھا کہ آپ علیہ السلام اس شخص کو گھور گھور کر کیوں دیکھ رہے تھے۔۔۔؟ اس کی کیا وجہ ہے۔۔۔؟

حضرت ملک الموت علیہ السّلام نے عرض کیا: کہ مجھے تعجب ہو رہا تھا کہ مجھے ہندوستان کے ایک شہر میں اس کی روح قبض کرنے کا حکم دیا گیا تھا اور وہ یہاں آپ علیہ السّلام کے پاس موجود تھا۔ (تفسیر الکشاف، سورۂ لقمان، تحت الآیۃ: ۳۴، ج ۳ ص ۵۰۵ مطبوع: دار الکتاب العربی، بیروت ۱۴۰۷ھ)

علومِ خمسہ سے متعلق خلاصۂ کلام

لہٰذا خلاصۂ کلام یہ ہے کہ علومِ خمسہ کا حقیقی و کلّی علم تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، مگر اللہ تعالیٰ کی عطا سے ان کی جزئیات کا علم ملائکہ، انبیائے کرام اور سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیائے مقربین کو بھی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہارِ علمِ غیب

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، اپنی صحیح میں نقل فرماتے ہیں:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے محبوب دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَاللّٰهِ مَا يَخْفٰى عَلَيَّ رُكُوْعُكُمْ وَلَا خُشُوْعُكُمْ وَإِنِّيْ لَأَرَاكُمْ وَرَاءِ

خدا کی قسم تمہارا رکوع اور خشوع مجھ سے پوشیدہ نہیں۔ میں پیٹھ کے پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔

(صحیح بخاری، ابواب المساجد، باب عظۃ الاسلام الناس، ج ۱ ص ۱۶۱ رقم الحدیث: ۴۰۸ مطبوع: دار ابن کثیر الیمامۃ، بیروت)

حضور اکرم ﷺ اپنے امتیوں کو عقائد سمجھا رہے ہیں

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ سرورِ دو جہاں شہنشاہِ کون و مکاں نبیٔ غیب داں ﷺ مسلمانوں کے عقیدے کی اصلاح فرمارہے ہیں کہ نہ تمہارا ظاہر مجھ سے پوشیدہ ہے اور نہ باطن۔

خشوع جو دل کی ایک پوشیدہ کیفیت کا نام ہے، وہ بھی حضور اکرم ﷺ سے پوشیدہ نہیں تو پھر ظاہری حالت و کیفیت اور ہمارا پکارنا، درود و سلام پڑھنا کیسے پوشیدہ ہوسکتا ہے۔

علم غیب رسول ﷺ اور جدید تحقیق

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ

یہ نبی غیب کی خبر بتانے میں بخیل نہیں۔ (القرآن المجید، سورۃ التکویر، سورۃ نمبر ۸۱، پارہ: ۳۰، آیت ۲۴)

چودہ سو برس پہلے (نبی نے!) غیبی خبریں ارشاد فرمائیں

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: میری امت پندرہ (بُری) باتوں کو اپنائے گی تو وہ مصائب میں گھر جائے گی عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ! وہ کیا ہیں۔۔۔؟

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا كَانَ الْمَغْنَمُ دُوَلًا

(۱) جب مالِ غنیمت کو ذاتی دولت سمجھا جائے گا۔

وَالْأَمَانَةُ مَغْنَمًا

(۲) امانت کے مال کو مالِ غنیمت تصوّر کیا جائے گا۔

وَالزَّكَاةُ مَغْرَمًا

(۳) زکوٰۃ کو ٹیکس اور جرمانہ سمجھا جائے گا۔

وَأَطَاعَ الرَّجُلُ زَوْجَتَهٗ

(۴) مرد اپنی بیوی کا فرمانبردار ہو جائے گا۔

وَعَقَّ أُمَّهٗ

(۵) اپنی ماں کا نافرمان ہو جائے گا۔

وَبَرَّ صَدِيْقَهٗ وَجَفَا أَبَاهُ

(۶) دوستوں سے بھلائی کرے گا (۷) باپ سے بُرا سلوک کرے گا۔

وَارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ فِی الْمَسَاجِدِ

(۸) مساجد میں آوازیں بلند ہونے لگیں گی۔

وَكَانَ زَعِيْمُ الْقَوْمِ أَرْذَلَهُمْ

(۹) ذلیل قِسم کے لوگ حکمراں بن جائیں گے۔

وَأُكْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهٖ

(۱۰) انسان کی شرارت کے خوف سے اس کی عزّت کی جائے گی۔

وَشُرِبَتِ الْخُمُوْرُ وَلُبِسَ الْحَرِيْرُ

(۱۱) شراب پی جائے گی۔ (۱۲) مرد ریشم پہنیں گے۔

وَاتُّخِذَتِ الْقَيْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ

(۱۳) گانے والیاں رکھی جائیں گی۔

(۱۴) باجے (دیگر آلاتِ میوزک) بجائے جائیں گے

وَلَعَنَ آخِرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَوَّلَهَا

(۱۵) بعد میں آنے والے اپنے اسلاف پر لعن طعن کریں گے۔

فَلْيَرْتَقِبُوا عِنْدَ ذٰلِكَ رِيحًا حَمْرَاءَ أَوْ خَسْفًا وَّمَسْخًا

پس ایسے حالات میں لوگوں کو چاہیے کہ وہ سرخ آندھی، زمین میں دھنسائے جانے اور صورتیں مسخ ہونے کا انتظار کریں۔ دوسری روایت میں مزید یہ بھی ہے کہ زلزلے، پتھروں کے برسنے کا انتظار کریں۔ (سنن ترمذی، کتاب الفتن، باب: علامة حلول المسخ والخسف، ج ۴ ص ۴۹۵ رقم الحدیث: ۲۲۱۱ مطبوع: داراحیاء التراث العربی، بیروت)

مزید پانچ غیبی خبریں دوسری روایت میں ہیں۔ جنہیں امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر الطبرانی متوفی ۳۶۰ھ نے اپنی معجم الکبیر میں نقل کیا ہے:

نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

مَا نَقَضَ قَوْمٌ الْعَهْدَ إِلَّا سُلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوُّهُمْ

(۱۶) جس قوم نے عہد توڑا تو اس پر اُس کے دشمن کو غلبہ دے دیا جائے گا

وَمَا حَكَمُوْا بِغَيْرِ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ إِلَّا فَشَا فِيهِمُ الْفَقْرُ

(۱۷) جس قوم کے حکمرانوں نے اللہ عزوجل کی کتاب کیخلاف فیصلے کئے تو اُس قوم میں غربت پھیل جائے گی

وَلَا ظَهَرَتْ فِيهِمُ الْفَاحِشَةُ إِلَّا فَشَا فِيهِمُ الْمَوْتُ

(۱۸) جس قوم میں فحاشی عام ہوئی تو ان میں موت پھیل جائے گی

وَلَا طَفَّفُوا الْمِكْيَالَ إِلَّا مُنِعُوا النَّبَاتَ وَأُخِذُوْا بِالسِّنِيْنَ

(۱۹) جس قوم نے ناپ تول میں کمی کی تو اُس سے سبزہ کو روک لیا جائے گا اور قحط میں مبتلا کر دی جائے گی

وَلَا مَنَعُوا الزَّكٰوةَ إِلَّا حُبِسَ عَنْهُمُ الْمَطَرُ

(۲۰) جس قوم نے زکوٰۃ ادا نہ کی تو اُس سے بارش روک لی جائے گی

(المعجم الکبیر، رقم: باب العین، احادیث عبداللہ بن عباس، ج ۱۱ص ۴۵ رقم الحدیث: ۱۰۹۹۲ مطبوع: مکتبۃ العلوم والحکم، الموصل)

گناہوں کی نحوست کی وجہ سے عذاب

ان گناہوں کی نحوست کی وجہ سے آج ہم ان عذاب کا شکار ہیں۔

قتل و غارت گری کا شکار ہیں ----قحط سالی میں مبتلا ہیں ----ظالم حکمراں مسلّط ہیں ---- طوفان، آندھی، زلزلہ، مہلک بیماریوں میں گرفتار ہیں ---- کاروبار، مال و دولت میں برکتیں ختم ہوگئی ہیں ----محبتیں نفرتوں میں بدل گئی ہیں ---- اولادیں نافرمان ہوگئی ہیں ----حادثاتی اموات، ناگہانی آفات عام ہوگئی ہیں ----جنگ و جدال اور خطرات کے بادل منڈلا رہے ہیں ----ہم قوم، ملک، نسل، زبان پرستی کے فتنہ میں مبتلا ہو چکے ہیں ----ان سے نجات کا حل اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں پوشیدہ ہے۔

میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زباں نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں

جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں دُرود

سب سے بڑی دلیل اہلِ محبت کے لئے یہ ہے کہ شبِ معراج اس عالم الغیب عزّ وجل نے بھی اپنا جلوہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو بے نقاب کر کے دکھایا اس موقع پر اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے پورے موضوع کو ایک شعر میں سمجھا دیا اور کیا خوب ارشاد فرمایا:

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

سجدہ صرف اللہ کو ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ

سجدہ نہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو اور اللہ کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا۔

(پارہ ۲۴ سورۂ حم السجدہ، آیت ۳۷)

اس صورت میں شرک کب ہوگا۔۔؟

اس صورت میں شرک جب ہوگا جب کوئی اللہ کے سوا کسی اور کی بندگی کرے اور غیر خدا کی عبادت کرے، غیرِ خدا کو خدا سمجھ کر سجدہ کرے اور ایسا کوئی مسلمان تصوّر بھی نہیں کرتا کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرے۔ اور کسی غیر اللہ کو سجدہ کرے، یہ یاد رکھیں۔۔! کہ عبادت اور ہے تعظیم اور ہے۔

یعنی عبادت و تعظیم میں فرق ہے، جو اس میں فرق نہ کرے وہ پکّے مؤمنوں کو بھی مشرک قرار دے کر خود شرک کا طوق اپنے گلے میں پہن لیتا ہے۔ عبادت و تعظیم میں فرق کے لئے اگلے صفحات کو ملاحظہ فرمائیں۔

عقائد میں عبادت اور تعظیم کا فرق

علمائے کرام نے عبادت اور تعظیم کے فرق کو بڑے احسن انداز میں بیان فرمایا ہے۔ بعض علماء کرام نے تو اس موضوع پر پوری کتب و رسائل بھی تحریر فرمائے ہیں۔

سب سے بڑی مثال خود قرآنِ کریم و فرقان عظیم کے نقطۂ نظر سے اللہ تعالیٰ کا تمام ملائکہ کو حضرت آدم علیہ السّلام کے علم و فضل کی وجہ سے سجدۂ تعظیمی کرنے کا حکم دینا اور ابلیس لعین کا اُسے سجدۂ عبادت سمجھ کر انکار کرنے کی ہے۔

ابلیس لعین کا مغالطہ

ابلیس یہ سمجھا کہ شاید یہ سجدۂ عبادت ہے، اور چونکہ وہ سجدۂ تعظیمی کا قائل ہی نہیں تھا تو اس نے اس سجدہ سے انکار کر دیا اور اپنے مہربان ورحیم ربِّ کریم کے سامنے اکڑ کر جواب دیا:

اَنَا خَیۡرٌ مِّنۡہُ خَلَقۡتَنِیۡ مِنۡ نَّارٍ وَّ خَلَقۡتَہٗ مِنۡ طِیۡنٍ

میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے بنایا

(پارہ ۸، سورۂ اعراف، آیت ۱۲)

کیا معلوم ہوا۔۔۔؟

معلوم ہوا جس کو ربّ تعالیٰ عزّت دے اور اس کی تعظیم کروائے تو بندوں کو چاہئے کہ تہہ دل سے اس کی عزّت وتکریم کریں اور ربّ تعالیٰ کی بارگاہ میں سرخرو ہوں۔

پیاروں کی تو بڑی شان ہے۔۔۔!

پیاروں کی ذات مبارک کی تو بڑی شان ہے اللہ تعالیٰ ان سے نسبت رکھنے والی چیزوں کا بھی ادب کرواتا ہے۔

جیسے مقامِ ابراہیم پر نماز، صفا مروہ پر دوڑنا، تابوتِ سکینہ، قربانی، وغیرہ یہ سب پیاروں کی یاد اور ان کے ادب میں ہے۔اسی وجہ سے ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نشانیاں قرار دیا اور ان کی تعظیم کا حکم ارشاد فرمایا:۔

شعائر اللہ کی تعظیم کرنا عین توحید ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَنۡ یُّعَظِّمۡ شَعَآئِرَ اللّٰہِ فَاِنَّہَا مِنۡ تَقۡوَی الۡقُلُوۡبِ

اور جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیز گاری سے ہے۔

(پارہ ۱۷ سورۂ حج، آیت ۳۲)

معلوم ہوا کہ اللہ کی نشانیوں کی تعظیم وہ کرے گا جو متقی و پرہیز گار ہوگا اور دل سے پیاروں کی تعظیم کا قائل ہوگا۔

قرآنِ کریم کے نقطۂ نظر سے صالحین کی تعظیم کا ثبوت

اللہ ربّ العزّت عزّ وجل نے حضرت یوسف علیہ السّلام کے بارے میں فرمایا:

وَرَفَعَ اَبَوَیۡهِ عَلَى الۡعَرۡشِ وَخَرُّوۡا لَهٗ سُجَّدًا

اور اپنے ماں باپ کو تخت پر بٹھایا اور وہ سب (یعنی والدین اور بھائی)
اس کے لئے سجدے میں گرے۔ (پارہ ۱۳ سورۂ یوسف، آیت ۱۰۰)

اِنۡتِبَاہ

مذکورہ آیت میں سجدۂ تحیّت وتواضُع اور تکریم کے لئے تھا جو ان کی شریعت میں جائز تھا، ہماری شریعت میں جائز نہیں ہے۔ ہماری شریعت میں کسی معظّم کی تعظیم کے لئے قیام اور مصافحہ اور دست بوسی جائز ہے۔

اس صورت میں شرک کب ہوگا

شرک تب ہوگا جب بندہ غیر اللہ کو معبود سمجھ کر سجدہ کرے، اور سجدۂ عبادت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے لئے نہ پہلے کسی امّت میں کبھی جائز ہوا اور نہ ہوسکتا ہے کیونکہ یہ شرک ہے۔

عقیدے کی اصلاح کیجئے

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارے عقائد کی اصلاح فرمارہا ہے اور پیاروں کی تعظیم کا درس دے رہا ہے، اگر چہ ہماری شریعت میں غیر اللہ کو سجدہ جائز نہیں مگر یہ بات واضح ہوگئی کہ پیاروں کی تعظیم میں قدم بوسی اور دست بوسی کرنا، پیر وپیروی بزرگانِ دین، والدین، اساتذہ کرام کے ادب میں کھڑے ہوجانا، ان سے مصافحہ ومعانقہ کو باعث سعادت سمجھنا یہ سب جائز ہے۔

نبی کریم ﷺ کی تعظیم وتوقیر کا حکمِ خداوندی

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّآ اَرۡسَلۡنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّنَذِيۡرًا لِّتُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَتُعَزِّرُوۡهُ وَ تُوَقِّرُوۡهُ وَتُسَبِّحُوۡهُ بُكۡرَةً وَّاَصِيۡلًا ۝

بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی اور ڈر سناتا۔ تا کہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح وشام اللہ کی پاکی بولو۔

(القرآن المجید، سورۂ فتح، سورۃ نمبر ۴۸، پارہ: ۲۶، آیت ۹، ۸)

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

وَاٰمَنۡتُمۡ بِرُسُلِىۡ وَعَزَّرۡتُمُوۡهُمۡ

میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم کرو

(القرآن المجید، سورۃ المائدۃ، سورۃ نمبر ۵، پارہ: ۶، آیت ۱۲)

اللہ تعالیٰ امّتِ مسلمہ کو ادبِ مصطفیٰ ﷺ سکھا رہا ہے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُقَدِّمُوۡا بَيۡنَ يَدَىِ اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو۔

(القرآن المجید، سورۃ الحجرات، سورۃ نمبر ۴۹، پارہ: ۲۶، آیت: ۱)

اس آیت کی شانِ نزول کو بغور پڑھیں: چند شخصوں نے عیدِ اضحیٰ کے دن سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے قربانی کر لی تو ان کو حکم دیا گیا کہ دوبارہ قربانی کریں۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ بعض لوگ رمضان سے ایک روز پہلے ہی روزہ رکھنا شروع کر دیتے تھے، ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور حکم دیا گیا کہ روزہ رکھنے میں اپنے نبی سے تقدم (پہل) نہ کرو۔ (تفسیر خزائن العرفان، سورۃ الحجرات، تحت الآیۃ ۱، مطبوع: ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

یہ اندازِ اَدب ہے۔۔۔۔شرک نہیں۔!

معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کا ادب ہی ربّ تعالیٰ کا ادب ہے، کیونکہ انہوں نے قربانی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے کی مگر اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے، اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے پہل نہ کرو۔

بارگاہِ محبوب ﷺ میں اونچی آواز ربّ تعالیٰ کو پسند نہیں

پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ O

اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلّا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلّاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔ (پارہ ۲۶ سورۂ حجرات، آیت ا)

معلوم ہوا کہ۔۔۔!

ربّ تعالیٰ بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ کا ادب سکھا رہا ہے اور اپنے محبوب دانائے غیوب ﷺ کی بارگاہ کا اجلال واکرام وادب واحترام تعلیم فرما رہا ہے کہ جب میرے محبوب دانائے غیوب ﷺ کے حضور میں کچھ عرض کرو تو آہستہ پست آواز سے عرض کرو، اگر ذرا سی بھی بے ادبی سرزد ہو گئی تو ساری نیکیاں برباد کر دی جائیں گی۔

اور ساتھ ہی اس بات کا حکم دے رہا ہے کہ ندا کرنے میں ادب کا پورا لحاظ رکھیں جیسے آپس میں ایک دوسرے کو نام لے کر پکارتے ہیں اس طرح نہ پکاریں بلکہ کلماتِ ادب وتعظیم وتوصیف وتکریم والقابِ عظمت کے ساتھ اپنی فریادیں عرض کریں۔

پکارنے میں بھی برابری گوارا نہیں۔۔۔!

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا

رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے

(پارہ ۱۸ سورۂ نور، آیت ۶۳)

معلوم ہوا کہ۔۔۔!

اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ندا کرے تو ادب وتکریم اور توقیر وتعظیم کے ساتھ آپ کے معظّم القاب سے نرم آواز کے ساتھ عاجزی وانکساری کے ساتھ یوں عرض کرے:

یَا نَبِیَّ اللّٰہِ ﷺ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَاحَبِیْبَ اللّٰہِ ﷺ

یَا رَسُوْلَ اللہ ﷺ کہنا شرک نہیں بلکہ ادبِ مصطفیٰ ﷺ ہے

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ یَا رَسُوْلَ اللہ ﷺ یا حَبِیْبَ اللہ ﷺ کہنا شرک نہیں بلکہ ادبِ مصطفیٰ ﷺ ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ ربّ تعالیٰ کو اپنے محبوب ﷺ کے پکارنے میں برابری گوارا نہیں تو وہ محبوب ﷺ کی ذات میں برابری کب برداشت کرے گا۔

حضور اکرم ﷺ نور ہیں

قرآنِ کریم میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو نور اور سراج منیر فرمایا:

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ۝

بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

(پارہ ۶ سورۂ مائدہ، آیت ۱۵)

شیخ ناصر الدین عبداللہ، متوفی ۶۸۵ھ، اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اس آیت میں نور سے مرادذاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

(تفسیر بیضاوی، تحت الآیۃ ،۱۵،سورۃ مائدۃ، ج ۲ص ۳۰۷ مطبوع: دار الفکر بیروت)

دوسرے مقام پر فرمایا:

وَ دَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا۝

اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب۔

(پارہ ۲۲ سورۂ احزاب، آیت ۴۶)

اس آیت کی تفسیر میں مولانا نعیم الدین مرادآبادی متوفی ۱۳۶۷ھ، لکھتے ہیں:

حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو چمکا دینے والا آفتاب اس لئے فرمایا کیونکہ آفتاب یعنی سورج خود بھی چمکتا ہے، چاند تاروں کو بھی چمکاتا ہے، حتّٰی کہ پوری کائنات کو چمکاتا ہے۔اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام خود بھی چمک رہے ہیں اور اپنی روشنی سے صحابہ کرام کو منور فرمایا اور اولیائے عظام کو منور فرمارہے ہیں۔ (تفسیر خزائن العرفان، تحت الآیۃ:۴۶،سورۃ الاحزاب، مطبوع: ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

آفتابِ نبوّت کی شان

حقیقت تو یہ ہے کہ ہزاروں آفتابوں سے زیادہ روشنی محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نورِ نبوّت نے پہنچائی ہے۔لوگوں کو کُفر وشرک کے اندھیروں سے نکال کر حقیقت کے نور سے منوّر فرمادیا اور مخلوق کے لئے معرفت وتوحیدِ الٰہی تک پہنچنے کی راہیں روشن اور واضح کردیں اور گمراہیت کی تاریک وادیوں میں بھٹک جانے والوں کو اپنے انوارِ ہدایت سے راہ یاب فرمایا اور اپنے نورِ نبوّت سے ضمائر وبصائر اور قلوب وارواح کو منوّر کیا، حقیقت میں آپ کا وجود مبارک ایسا آفتابِ عالم تاب ہے جس نے ہزارہا آفتاب بنادیئے اسی لئے آپ کو سراجاً منیرا فرمایا گیا۔

تیرے ہی ماتھے رہا اے جان سہرا نُور کا
بخت جاگا نُور کا چمکا ستارا نُور کا

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی عطا سے نور ہیں

امام علی بن برہان الدین، متوفی ۱۰۴۴ھ، اپنی کتاب میں نقل فرماتے ہیں:

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کس چیز کو پیدا کیا۔۔۔؟

سرورِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے جابر!

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَدْ خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّكَ

بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

(السیرۃ الحلبیۃ، ج ا ص ۵۰ مطبوع: دار المعرفۃ، بیروت)

شیخ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۱۳۷ھ، لکھتے ہیں:

دوسرے مقام پر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا۔

(تفسیر روح البیان، تحت الآیۃ ۲۵۶، سورۃ البقرۃ، ج ا ص ۳۲۹ مطبوع: دار احیاء التراث العربی، بیروت)

علامہ محمد بن علی مہدی فاسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، لکھتے ہیں:

وَمِنْ نُوْرِیْ خَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ

اور میرے نور سے ہر چیز کو پیدا کیا۔

(مطالع المسرات، ص ۱۲۹، نوریہ رضویہ، فیصل آباد)

معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہ نور ہیں، جن کو ربّ تعالیٰ نے ہی نور پیدا فرمایا۔ اور لباسِ بشریت میں کائنات میں مبعوث فرمایا۔

اس صورت میں شرک کب ہوگا

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو نور ماننے سے شرک اس وقت ہوگا کہ جب کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کے نور کا ٹکڑا مانے، یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو ذاتی نور مانے۔

جبکہ ایسا کسی مسلمان کا عقیدہ نہیں، بلکہ ہر مسلمان حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی عطا سے نور مانتا ہے۔لہٰذا شرک نہیں ہوسکتا۔عاشق تو یہ کہتا ہے۔

میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا
نور دن دُونا تیرا دے ڈال صدقہ نور کا

انبیائے کرام علیہم السلام کو ''فقط بشر کہنا'' طریقۂ شیطانیت ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قَالَ لَمۡ اَكُنۡ لِّاَسۡجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقۡتَهٗ مِنۡ صَلۡصَالٍ مِّنۡ حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ O

شیطان نے کہا مجھے زیبا نہیں کہ بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے بجتی مٹی سے بنایا جو سیاہ لیسدار گارے سے تھی۔ (پارہ ۱۴، سورۃ الحجر، آیت ۳۳)

وَلَئِنۡ اَطَعۡتُمۡ بَشَرًا مِّثۡلَكُمۡ اِنَّكُمۡ اِذًا لَّخٰسِرُوۡنَ

کفار نے کہا کہ اگر تم کسی اپنے جیسے آدمی کی اطاعت کروگے تو تم ضرور گھاٹے میں رہوگے۔ (پارہ ۱۸، سورۃ المومنون، آیت ۳۴)

هَلۡ هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ

(ظالم بولے) یہ کون ہیں ایک تم ہی جیسے آدمی تو ہیں۔ (پارہ ۱۷ اسورۂ انبیاء، آیت ۳)

عقیدے کی اصلاح کیجئے

جو لوگ انبیائے کرام علیہم السلام کو اپنے جیسا بشر سمجھتے ہیں اور بشر بشر کی رٹیں لگاتے

ہیں وہ غور کریں کہ کس کے جملوں کو اپنا عقیدہ سمجھ بیٹھے ہیں، کیونکہ یہ سب باتیں شیطان، کافرو مشرک اور ظالم کہا کرتے تھے،ان باتوں سے جہاں اعمال برباد ہوتے ہیں وہیں بے ادبی و گستاخی کی وجہ سے انسان اسلام کی نورانی وحسین وادیوں سے نکل کر کفر کی تاریک و ویران گھاٹیوں میں جا گرتا ہے۔

نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم بے مثل بشر ہیں

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰۤى اِلَيَّ

تم فرماؤ ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں مجھے وحی آتی ہے

(پارہ ۱۶ سورۃ الکہف، آیت ۱۱۰)

عقیدے کی وضاحت

یادرکھیں ۔۔۔۔! اللہ تعالیٰ نے پورے قرآن میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر نہیں کہا۔ کسی حدیث شریف سے ثابت نہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے کسی ایک نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر کہا ہو۔

مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خود بشر نہیں کہا بلکہ فرمایا کہ آپ کہیے کہ میں ظاہری صورتِ بشری میں تو تم جیسا ہوں، تاکہ یہ لوگ آپ کی عظمت و رفعت، قدر و منزلت دیکھ کر کو خدا یا خدا کا بیٹا نہ سمجھ لیں۔ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے چند معجزات دیکھ کر لوگوں نے آپ کو خدا اور خدا کا بیٹا کہہ دیا۔

پھر فرمایا (يُوْحٰۤى اِلَيَّ) یعنی بحکمِ الٰہی حضور علیہ الصلوٰۃ السّلام نے فرمایا، نفسِ بشریت میں تو میں تم جیسا ہوں ۔۔۔۔ مگر مجھ پر وحی آتی ہے ۔۔۔۔! اسی وحی نے بشریت کو مثلیت سے نکال کر مُمیّز و ممتاز کر دیا۔ لہٰذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام بشر ہیں مگر بے مثل بشر۔

کوئی فردِ بشر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مثل نہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنِّي لَسْتُ مِثْلَكُمْ

بے شک میں تمہاری مثل نہیں ہوں

(صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب الوصال، رقم الحدیث: ۱۸۶۱ ج ۲ ص ۶۹۳ مطبوع: دار ابن کثیر الیمامۃ، بیروت)

دوسرے موقع پر ارشاد فرمایا:

أَيُّكُمْ مِثْلِي

تم میں سے کون میری مثل ہے؟

(صحیح بخاری، کتاب المحاربین، باب: کم تعزیر والادب، رقم الحدیث: ۶۴۵۹ ج ۶ ص ۲۵۱۲ مطبوع: دار ابن کثیر الیمامۃ، بیروت)

معلوم ہوا

معلوم ہوا کہ فردِ بشر کوئی بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مثل نہیں، جو پھر بھی فقط بشر کہے تو مذکورہ آیات و روایات کو ایک بار بہ غور پڑھے اور جان لے کہ اس کا عقیدہ شیطان و کفّار کے مطابق ہے اس کا مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں۔

پیاروں کے کام درحقیقت اللہ ہی کے کام ہیں

اللہ تبارک و تعالیٰ تو پیاروں کے کاموں کو بھی اپنا کام قرار دیتا ہے جیسا کہ حضرت جبرئیل علیہ السّلام کے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَنَفَخْنَا فِيهَا مِن رُّوحِنَا

تو ہم نے اس میں اپنی روح پھونکی۔ (پارہ ۱۷ سورۂ انبیاء، آیت ۹۱)

حالانکہ روح پھونکنے والے حضرت جبرئیل امین علیہ السّلام تھے جن کو ربّ تعالیٰ نے

خود بھیجا تھا، مگر حضرت جبرئیل امین علیہ السّلام کے پھونکنے کو اللہ تعالیٰ نے اپنا فعل قرار دیا۔ اسی طرح مزید سنئے، اور اپنے عقائد کی اصلاح کیجئے۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ

تو جب ہم اسے پڑھ چکیں (اے محبوب ﷺ) اس وقت اس پڑھے ہوئے کی اتباع کرو۔

(پارہ ۲۹ سورۂ قیامہ، آیت ۱۸)

حالانکہ قرأت کرنے والے حضرت جبرئیل امین علیہ السّلام تھے جن کی قرأت حضور اکرم ﷺ سنتے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا (جب ہم اسے پڑھ چکیں) یعنی قرأت کی نسبت اپنی طرف فرمائی۔ سبحان اللہ!

حضور اکرم ﷺ کا کنکریاں پھینکنا اللہ ہی کا پھینکنا ہے

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى

اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی۔

(پارہ ۹ سورۂ انفال، آیت ۱۷)

حالانکہ خاک/کنکریاں حضور اکرم ﷺ نے پھینکی تھیں مگر محبوب کے پھینکنے کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف فرمائی۔

اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کے فعل کو اپنا فعل قرار دیا

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ

تو تم نے انہیں قتل نہ کیا بلکہ اللہ نے انہیں قتل کیا۔ (پارہ ۹ سورۂ انفال، آیت ۱۷)

جبکہ مجاہد صحابہ کرام علیہم الرضوان نے جنگِ بدر کے موقع پر کفار و مشرکین کو قتل کیا تو اللہ

تعالیٰ نے فرمایا، تم نے نہیں بلکہ اللہ نے انہیں قتل کیا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں عقائد سکھا رہا ہے

معلوم ہوا پیاروں کے فعل کو اللہ تبارک و تعالیٰ خود اپنا فعل قرار دیتا ہے، اور اللہ تعالیٰ شرک کا نہیں بلکہ عین توحید کا درس دیتا ہے۔

اگر ہم قرآن کریم وفرقانِ حمید کو بغور پڑھیں تو ہمیں یہ اندازہ ہوگا کہ کئی مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے فعل کو عین اپنا فعل قرار دیا اور کئی چیزوں میں اپنے ساتھ شریک کیا۔ چند آیات بیّنات سنیں اور اپنا ایمان تازہ کریں:۔

(۱) ایمان میں اللہ عزوجل اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہیں

لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

تا کہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ

(پارہ ۲۶ سورۂ فتح، آیت ۹)

ذرا غور کیجئے کہ۔۔۔!

کلمہ شریف کے دو جزء ہیں توحید و رسالت۔ دونوں پر ایمان لانا لازمی ہے

جب فقط کلمہ شریف بغیر رسالت کے مکمل نہیں تو ایمان کہاں سے مکمل ہوگا۔

ایمان میں اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم شریک ہیں۔

معلوم ہوا کہ ہر شرکت سے شرک نہیں ہوتا۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یکجا کرنے سے شرک نہیں ہوتا، یعنی کوئی اگر یہ کہے کہ: اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ایمان کے محافظ ہیں تو جائز ہے، شرک نہیں ہے اگر شرک ہوتا تو اللہ تعالیٰ جگہ جگہ یہ ارشادات نہیں فرماتا۔

(۲) تعظیم وتوقیر میں اللہ عزوجل اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہیں

وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ

اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو۔ (پارہ ۲۶ سورۂ فتح، آیت ۹)

ذرا غور کیجئے کہ۔۔۔!

قرینۂ قرآن سے یہ واضح ہے کہ بات اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یعنی دو ذاتوں کی ہورہی ہے، مگر آیت میں ضمیر واحد کی آئی ہے، جبکہ اصول تو یہ ہے جب بات دو کی ہو تو پھر اشارہ بھی دونوں کی طرف ہونا چاہئے، مگر اشارہ صرف اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کیا، تاکہ لوگوں کو معلوم ہوجائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر ہی درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کی تعظیم وتوقیر ہے۔ اور یہ شرک نہیں بلکہ درسِ توحید ہے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ ایمان کے بعد سب سے اہم ترین چیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر ہے۔

(۳) رجوع میں اللہ عزوجل اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہیں

فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ

اللہ اور رسول کے حضور رجوع کرو۔ (پارہ ۵ سورۂ نساء، آیت ۵۹)

(۴) عطا کرنے میں اللہ عزوجل اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہیں

اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ

اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ ورسول نے ان کو دیا۔

(پارہ ۱۰ سورۂ توبہ، آیت ۵۹)

(۵) فضل میں اللہ عزوجل اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہیں

سَیُؤْتِیْنَا اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَرَسُوْلُہٗ

اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول۔ (پارہ ۱۰ سورۂ توبہ، آیت ۵۹)

(۶) انعام میں اللہ عزوجل اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہیں

اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اَنْعَمْتَ عَلَیْہِ

جسے اللہ نے نعمت دی اور تم نے اسے نعمت دی۔ (پارہ ۲۲ سورۂ احزاب، آیت ۳۷)

(۷) فیصلے میں اللہ عزوجل اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہیں

اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ اَمْرًا

جب اللہ و رسول کچھ حکم فرما دیں۔ (پارہ ۲۲ سورۂ احزاب، آیت ۳۶)

(۸) اطاعت میں اللہ عزوجل اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہیں

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ

اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی۔ (پارہ ۴ سورۂ نساء، آیت ۱۳)

(۹) نافرمانی میں اللہ عزوجل اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہیں

وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ

اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول کا۔ (پارہ ۲۲ سورۂ احزاب، آیت ۳۶)

(۱۰) راضی کرنے میں اللہ عزوجل اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہیں

وَاللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْہُ

اور اللہ اور رسول کا حق زائد تھا کہ اسے راضی کرتے۔ (پارہ ۱۰ سورۂ توبہ، آیت ۶۲)

(۱۱) اختلاف کرنے میں اللہ عزوجل اور اس کا رسول ﷺ ایک ہیں

مَنْ یُّحَادِدِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَاَنَّ لَہٗ نَارَ جَھَنَّمَ

جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے تو اس کے لئے جہنم کی آگ ہے۔

(پارہ ۱۰ سورۂ توبہ، آیت ۶۳)

(۱۲) غنی کرنے میں اللہ عزوجل اور اس کا رسول ﷺ ایک ہیں

اَنْ اَغْنٰھُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ مِنْ فَضْلِہٖ

اللہ و رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔ (پارہ ۱۰ سورۂ توبہ، آیت ۷۴)

(۱۳) پیش قدمی میں اللہ عزوجل اور اس کا رسول ﷺ ایک ہیں

لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو۔ (پارہ ۲۶ سورۂ حجرات، آیت ۱)

(۱۴) تکلیف میں اللہ عزوجل اور اس کا رسول ﷺ ایک ہیں

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ

بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں۔

(پارہ ۲۲ سورۂ احزاب، آیت ۵۷)

(۱۵) بیعت میں اللہ عزوجل اور اس کا رسول ﷺ ایک ہیں

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ

وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔

(پارہ ۲۶ سورۂ فتح، آیت ۱۰)

(۱۶) مخالفت میں اللہ عزوجل اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہیں

وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

اور جو اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کرے۔ (پارہ ۹ سورۂ انفال، آیت ۱۳)

(۱۷) حرمت میں اللہ عزوجل اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہیں

مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ

جس کو حرام کیا اللہ اور اس کے رسول نے۔ (پارہ ۱۰ سورۂ توبہ، آیت ۲۹)

(۱۸) استہزاء میں اللہ عزوجل اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہیں

اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ

کیا اللہ اور اسکی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو۔ (پارہ ۱۰ سورۂ توبہ، آیت ۶۵)

(۱۹) جنگ میں اللہ عزوجل اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہیں

يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

وہ جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں۔ (پارہ ۶ سورۂ مائدہ، آیت ۳۳)

(۲۰) دوستی میں اللہ عزوجل اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہیں

وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

اور جو اللہ اور اس کے رسول کو اپنا دوست بنائے۔ (پارہ ۶ سورۂ مائدہ، آیت ۵۶)

(۲۱) بلانے میں اللہ عزوجل اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہیں

اِسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ

اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو۔ (پارہ ۹ سورۂ انفال، آیت ۲۴)

اگرچہ حالتِ نماز میں ہو۔۔۔!

جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بلائیں اس پر فوراً جواب دینا اور حکم کی تعمیل کرنا واجب ہے، اگرچہ حالتِ نماز ہی میں ہو۔ کیونکہ رسول کا بلانا اللہ ہی کا بلانا ہے۔

امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، اپنی صحیح میں نقل فرماتے ہیں:

حضرت سعید بن معلیٰ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں نماز پڑھتا تھا مجھے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پکارا میں نے جواب نہ دیا پھر میں نے حاضرِ خدمت ہوکر عرض کیا یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! میں نماز پڑھ رہا تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو۔ ایسا ہی دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت ابی بن کعب نماز پڑھتے تھے حضور نے انہیں پکارا، انہوں نے جلدی نماز تمام کر کے سلام عرض کیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تمہیں جواب دینے سے کیا بات مانع ہوئی، عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں نماز میں تھا۔ حضور نے فرمایا کیا تم نے قرآنِ پاک میں یہ نہیں پایا کہ اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو عرض کیا بے شک آئندہ ایسا نہ ہوگا۔ (صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ فاتحۃ الکتاب، ج ۴ ص ۱۶۲۳ رقم الحدیث: ۴۲۰۴ مطبوع: دار ابن کثیر الیمامۃ، بیروت)

(۲۲) حکمِ بیزاری میں اللہ عزوجل اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہیں

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ

بیزاری کا حکم سناتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے۔ (پارہ ۱۰ سورۂ توبہ، آیت ۱)

(۲۳) اعلان میں اللہ عزوجل اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہیں

اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ

اعلان عام ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے۔ (پارہ ۱۰ سورۂ توبہ، آیت ۳)

(۲۴) معاہدہ میں اللہ عزوجل اور اس کا رسول ﷺ ایک ہیں

عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖ

عہد اللہ اور اس کے رسول کے پاس۔ (پارہ ۱۰ سورۂ توبہ، آیت ۷)

(۲۵) انکار میں اللہ عزوجل اور اس کا رسول ﷺ ایک ہیں

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

یہ اس لئے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے منکر ہوئے۔ (پارہ ۱۰ سورۂ توبہ، آیت ۸۰)

(۲۶) تعارض میں اللہ عزوجل اور اس کا رسول ﷺ ایک ہیں

لِمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ

جو پہلے سے اللہ اور اس کے رسول کا مخالف ہے۔ (پارہ ۱۱ سورۂ توبہ، آیت ۱۰۷)

(۲۷) دعوت میں اللہ عزوجل اور اس کا رسول ﷺ ایک ہیں

وَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ

اور جب بلائے جائیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف۔ (پارہ ۱۸ سورۂ نور، آیت ۴۸)

(۲۸) وعدے میں اللہ عزوجل اور اس کا رسول ﷺ ایک ہیں

مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ

جو ہمیں وعدہ دیا تھا اللہ اور اس کے رسول نے۔ (پارہ ۲۱ سورۂ احزاب، آیت ۲۲)

(۲۹) سچ فرمانے میں اللہ عزوجل اور اس کا رسول ﷺ ایک ہیں

وَ صَدَقَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ

اور سچ فرمایا اللہ اور اس کے رسول نے۔ (پارہ ۲۱ سورۂ احزاب، آیت ۲۲)

(۳۰) جھٹلانے میں اللہ عزوجل اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہیں

كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

وہ جنہوں نے اللہ ورسول سے جھوٹ بولا تھا۔ (پارہ ۱۰ سورۃ توبہ، آیت ۹۰)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جھوٹ بولنا درحقیقت اللہ ہی سے جھوٹ بولنا ہے۔

پورا قرآن مجید پڑھ کر دیکھ لیں، ہر مقام پر یہی درس جھلکتا اور چھلکتا نظر آئے گا ہم نے تو صرف ۳۰ مثالیں قرآن کریم وفرقان حمید سے پیش کیں اللہ تعالیٰ نے تو کئی مرتبہ ان باتوں کا ذکر فرمایا ہے، اور اپنے افعال میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ شریک فرمایا اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال میں خود کو شریک فرمایا جیسا کہ اوپر آیاتِ بیّنات سے واضح ہوا۔

اور پھر مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بعض مقام پر اپنے اور اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسلمانوں کو بھی اپنے فعل میں شریک فرمایا: جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

مسلمانوں کو اپنے ساتھ دوستی میں شریک فرمایا

وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور جو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کو اپنا دوست بنائے۔ (پارہ ۶ سورۃ مائدہ، آیت ۵۶)

معلوم ہوا دوستی صرف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے ساتھ جائز ہے ان کے سوا کسی سے جائز نہیں۔

ہر مقام پر شرک نہیں ہوتا۔۔۔!

یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے ساتھ اس کے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو کسی فعل میں شریک کرنے سے شرک نہیں ہوتا، جس طرح ربّ تعالیٰ نے دوستی میں اپنے ساتھ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو شریک کیا۔

مسلمانوں کو اپنے ساتھ مَحرَمِ راز میں شریک فرمایا

وَلَمْ یَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلَا رَسُوْلِہٖ وَلَا الْمُؤْمِنِیْنَ وَلِیْجَۃً

اور اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے سوا کسی کو اپنا محرم راز نہ بنائیں گے۔

(پارہ ۱۰ سورۂ توبہ، آیت ۱۶)

اسی طرح مزید ارشاد فرمایا:

مسلمانوں کو اپنے ساتھ اعمال دیکھنے میں شریک فرمایا

فَسَیَرَی اللّٰہُ عَمَلَکُمْ وَرَسُوْلُہٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ

اب تمہارے کام دیکھے گا اللہ اور اس کے رسول اور مسلمان۔ (پارہ ۱۱ سورۂ توبہ، آیت ۱۰۵)

اعمال دیکھنا کس کا کام ہے۔۔۔؟

ہر کوئی جانتا ہے کہ یہ شان اللہ تعالیٰ کی ہے مگر قرآنِ کریم میں ربّ تعالیٰ ارشاد فرما رہا ہے کہ ''اب تمہارے کام دیکھے گا اللہ اور اس کے رسول اور مسلمان''

فقط یہ نہیں مزید اور سنیئے۔۔۔!

عزّت میں مسلمانوں کو اپنے ساتھ شریک فرمایا

وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ

عزّت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے۔ (پارہ ۲۸ سورۂ منافقون، آیت ۸)

ذرا غور کریں کہ مَحرَمِ راز ہونے میں، اعمال دیکھنے میں، عزّت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ اپنے محبوبِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو شریک فرمایا، اور ہمارے عقیدے کی اصلاح فرمادی کہ ہر شرکت سے شرک نہیں ہوتا جب تک شرک کی تعریف پوری نہ ہو جیسا کہ شروع میں گزرا۔

اب یہ بھی سنتے چلیں کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جدا کرنا کفر ہے۔

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جدا کرنا کفر ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ

اور چاہتے ہیں کہ اللہ سے اس کے رسولوں کو جدا کر دیں۔ (پارہ ۶ سورۂ نساء، آیت ۱۵۰)

معلوم ہوا کہ کافر اور بد مذہب لوگ، بالخصوص نصاریٰ اللہ اور اس کے رسول کو جدا کرنا چاہتے ہیں، یعنی اللہ کو مانیں اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ مانیں، ایسوں سے متعلق ربّ تعالیٰ نے ہمیں آگاہ فرما دیا اور ارشاد فرمایا:

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا

یہی ہیں ٹھیک پکے کافر۔ (پارہ ۶ سورۂ نساء، آیت ۱۵۱)

پیاروں کے تبرّکات بھی مشکل کشا ہوتے ہیں

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں مشکل کشائی کا ثبوت دے رہا ہے:

فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا

پھر جب خوشی سنانے والا آیا اس نے وہ کُرتا یعقوب کے منہ پر ڈالا اسی وقت اس کی آنکھیں پھر آئیں۔ (پارہ ۱۳ سورۂ یوسف، آیت ۹۶)

اللہ تعالیٰ ہمارے عقائد کی اصلاح فرما رہا ہے

معلوم ہوا کہ اللہ کے پیارے تو اللہ کے اذن سے ہوتے ہی مشکل کشا ہیں مگر اس آیت میں ان کی نسبت والی شے سے شِفاء یابی ملنا، مشکل دور ہونے کا ثبوت ہے جس سے بالکل واضح ہو گیا کہ ان پیاروں کے تبرکات سے بلائیں دور اور مشکل آسان ہو جاتی ہیں۔

مشکل کشا ہونا مؤمن کی شان ہے

امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، اپنی صحیح میں نقل فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا یَظْلِمُهُ وَلَا یُسْلِمُهُ وَمَنْ کَانَ فِیْ حَاجَةِ أَخِیْهِ کَانَ اللّٰهُ فِیْ حَاجَتِهٖ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ کُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ کُرْبَةً مِّنْ کُرُبَاتِ یَوْمِ الْقِیَامَةِ

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے نہ اس کی مدد چھوڑے اور جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روائی کرے اللہ عزّ وجل اس کی حاجت پوری فرمائے گا اور جو شخص مسلم سے کسی ایک تکلیف کو دور کرے اللہ عزّ وجل قیامت کی تکالیف میں سے ایک تکلیف اس کی دور فرمائے گا۔

(صحیح بخاری، کتاب المظالم، باب: لا یظلم المسلم المسلم، ج۲ص ۸۶۲، رقم الحدیث: ۲۳۱۰ مطبوع: دار ابن کثیر الیمامۃ، بیروت)

مؤمن حاجت روا ہوتا ہے

ابوالفداء اسماعیل بن عمر ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ، اپنی تفسیر میں نقل کرتے ہیں:

نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَضٰی لِاَخِیْهِ حَاجَةً کُنْتُ وَاقِفاً عِنْدَ مِیْزَانِهٖ، فَاِنْ رَّجَحَ وَاِلَّا شَفَعْتُ

جو اپنے بھائی کی حاجت روائی کرے گا میں قیامت کے دن اس کے میزان کے پاس کھڑا ہوں گا۔ اگر (پلڑا) جھک گیا تو (خیر ہے) ورنہ میں اس کی شفاعت کروں گا۔

(تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر، تحت الآیۃ ۸، سورۃ الاعراف، ج۶ص ۳۳۰ مطبوع: دار ہجر، مصر)

غور کیجئے۔۔۔!

معلوم ہوا کہ مؤمن کا کام ہی مشکل کشائی اور حاجت روائی ہے، اور سب سے بڑھ کر مشکل کشائی اور حاجت روائی فرمانے والے انبیائے کرام علیہم السّلام اور اولیائے عظام رحمہ اللہ علیہم

ہوتے ہیں، جن کے واقعات سے قرآن کریم وفرقانِ حمید بھرپور ہے۔تو پھر ہم کیوں نہ کہیں کہ:
انبیائے کرام علیہم السّلام اوراولیائے عظام رحمہم اللہ علیہم مشکل کشا ہوتے ہیں۔

مؤمن ستّار العیوب بھی ہوتا ہے

امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، اپنی صحیح میں نقل فرماتے ہیں:
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

اور جو شخص مسلم کی پردہ پوشی کرے گا، اللہ عزّ وجل قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ (صحیح بخاری، کتاب المظالم، باب: لایظلم المسلم المسلم، ج۲ص ۸۶۲، رقم الحدیث:۲۳۱۰ مطبوع: دار ابن کثیر الیمامۃ، بیروت)

مؤمن فریاد رس ہوتا ہے

ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر الطبرانی متوفی ۳۶۰ھ، نقل فرماتے ہیں:
نبی کریم رؤف الرحیم علیہ اَفْضَلُ الصَّلٰوةُ وَالتَّسْلِم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ خَلْقًا خَلَقَهُمْ لِحَوَآئِجِ النَّاسِ يَفْزَعُ النَّاسُ
إِلَيْهِمْ فِى حَوَائِجِهِمْ أُولٰٓئِكَ الْاٰمِنُوْنَ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ

اللہ تعالی کی ایک ایسی مخلوق ہے جنہیں اس نے لوگوں کی حاجت روائی کے لئے پیدا فرمایا ہے۔لوگ اپنی حاجات (کے سلسلے) میں دوڑے دوڑے ان کے پاس آتے ہیں یہ (وہ لوگ ہیں جو) اللہ تعالی کے عذاب سے محفوظ رہیں گے۔
(المعجم الکبیر، باب العین، عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما، ج۱۲ص ۳۵۸، رقم الحدیث:۱۳۳۳۴ مطبوع: مکتبۃ العلوم والحکم، الموصل)

مؤمن مددگار ہوتا ہے

امام مسلم بن حجاج بن مسلم القشیری متوفی ۲۶۱ھ، اپنی صحیح میں نقل کرتے ہیں:

نبی کریم رؤف الرحیم علیہ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیم نے ارشاد فرمایا:

وَاللّٰہُ فِیْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا کَانَ الْعَبْدُ فِیْ عَوْنِ اَخِیْہِ

اللہ تبارک وتعالیٰ (اس وقت تک) اپنے بندے کی مدد فرماتا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ، باب فضل الاجتماع، ج۸ ص۷۱ رقم الحدیث: ۷۰۲۸، مطبوع: دارالجلیل، بیروت)

مؤمن مُسْتَغَاث ہوتا ہے

مُسْتَغَاث اسے کہتے ہیں جس سے مدد طلب کی جائے۔ جس طرح قرآن شاہد ہے کہ اللہ کے پیاروں سے مدد طلب کی جاتی ہے:

اللہ تبارک وتعالیٰ قرآنِ کریم وفرقانِ حمید میں ارشاد فرماتا ہے:

فَاسْتَغَاثَہُ الَّذِیْ مِنْ شِیْعَتِہٖ

جو موسیٰ کے گروہ سے تھا اس نے موسیٰ سے مدد مانگی۔ (پارہ ۲۰ سورۂ قصص، آیت ۱۵)

مدد کرنے پر 73 نیکیاں

مَنْ أَغَاثَ مَلْہُوْفًا کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ ثَلَاثَۃً وَّسَبْعِیْنَ حَسَنَۃً

جو شخص کسی مظلوم کی مدد کرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے 73 نیکیاں لکھ دیتا ہے۔

(مسند ابی یعلی، مسند انس بن مالک، سعید بن سنان، ج۷ ص ۲۵۵، رقم الحدیث: ۴۲۶۶، مطبوع: دارالمأمون للتراث، دمشق)

غور کیجئے۔۔۔!

معلوم ہوا کہ مؤمن دیگر صفاتِ حمیدہ کے ساتھ مشکل کشا (مشکلات کو حل کرنے والا) مُسْتَغَاث (فریاد رَسی کرنے والا)، معین (مددگار)، ستّار عیوب (عیبوں کو چھپانے والا)، قاضی حاجات (حاجتوں کو پورا کرنے والا) سے بھی متّصف ہوتا ہے۔

مؤمنوں کو مدد طلب کرنے کا حکم

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ O

اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد چاہو بیشک اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔

(پارہ ۲، سورۃ بقرۃ، آیت ۱۵۳)

دوسرے مقام پر فرمایا:

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ O

اور صبر اور نماز سے مدد چاہو اور بیشک نماز ضرور بھاری ہے مگر ان

پر جو دل سے میری طرف جھکتے ہیں۔ (پارہ ۱، سورۃ بقرۃ، آیت ۴۵)

اس آیت کی تفسیر میں ہے: اپنی حاجتوں میں صبر اور نماز سے مدد چاہو سبحان اللہ! کیا پاکیزہ تعلیم ہے صبر مصیبتوں کا اخلاقی مقابلہ ہے انسان عدل و عزم حق پرستی پر بغیر اس کے قائم نہیں رہ سکتا۔

ان آیات میں نماز اور صبر سے مدد طلب کرنے کا حکم ارشاد فرمایا گیا ہے، معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا دوسروں سے مدد طلب کرنا شرک یا حرام و ناجائز نہیں۔ اگر شرک، حرام یا ناجائز ہوتا تو ربّ تعالیٰ کبھی قرآن مبین میں صبر اور نماز کے ذریعے مدد طلب کرنے کا حکم ارشاد نہ فرماتا۔

مؤمنوں کو نیکی کے کاموں میں باہم مدد کرنے کا حکم

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى

اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔ (پارہ ٦، سورۃ المائدۃ، آیت ۲)

اس آیتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مدد کرنا منشائے الٰہی ہے۔ بہرحال ہر جائز کام میں مدد کرنے کا ثبوت موجود ہے۔ صرف ناجائز و گناہ اور

ظلم وزیادتی والے کاموں میں مدد کرنے کی اجازت نہیں۔جس کا ثبوت اسی آیت کے دوسرے جزو میں موجود ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔ (پارہ ۶،سورۃ المائدۃ، آیت ۲)

لہٰذا معلوم ہوا کہ ہر مدد نا جائز و حرام نہیں بلکہ صرف گناہ وزیادتی پر مدد نا جائز اور حرام ہے، اور ان لوگوں کو اصلاح کرنی چاہئے جو مطلقاً یہ کہتے پھرتے ہیں کہ غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک ہے۔اگر مطلقاً مدد شرک ،حرام یا نا جائز ہوتی ربّ تعالیٰ قرآنِ کریم وفرقانِ حمید میں باہم مدد کا حکم ارشاد نہ فرماتا، ربّ تعالیٰ کا ارشاد فرمانا ہی الحمدللہ اہل حقّ کے لئے سب سے بڑی دلیل ہے۔رہا انبیاء واولیاء سے مدد طلب کرنے کا مسئلہ تو اس کا بیان بھی مختصراً کیا جارہا ہے۔

دانش منداں را اشارہ کافی است

محبوبانِ خدا سے مدد طلب کرنا شرک نہیں

ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر الطبرانی متوفی ۳۶۰ھ،نقل فرماتے ہیں:

عتبہ بن غزوان سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے یا وہ مدد حاصل کرنا چاہے اور وہ ایسی زمین میں ہو جہاں اس کا کوئی مددگار نہ ہو تو اسے چاہئے کہ وہ کہے:

یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَغِیْثُوْنِیْ

اے اللہ عزوجل کے بندو! میری مدد کرو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا:

فَاِنَّ لِلّٰہِ عِبَاداً نَرَاھُمْ وَقَدْ جُرِّبَ ذٰلِكَ

بے شک اللہ عزوجل کے ایسے مقبول بندے ہیں جو نظر نہیں آتے۔ مگر وہ مدد کرتے ہیں۔

(المعجم الکبیر، باب العین، عتبہ بن غزوان السلمی، رضی اللہ عنہ، ج ۱۷ ص ۱۱۷، رقم الحدیث: ۲۹۰ مطبوع: مکتبۃ العلوم والحکم، الموصل)

غور کیجئے۔۔۔!

کچھ خارجی قسم کے لوگ ان باتوں پر غور و فکر کئے بغیر ہر بات پر شرک کا حکم لگا دیتے اور بتوں سے متعلق نازل شدہ آیات کو مؤمنوں پر چسپاں کرتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خارجیوں کو شرارِ خلق فرمایا۔

بدترین لوگ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قول امام بخاری علیہ الرحمہ نے اپنی صحیح میں نقل فرمایا:

شِرَارَ خَلْقِ اللّٰہِ اِنَّھُمْ اِنْطَلَقُوْا اِلٰی آیَاتٍ نَزَلَتْ فِی الْکُفَّارِ فَجَعَلُوْھَا عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ

خارجی لوگ اللہ کی مخلوق میں سب سے بدترین مخلوق ہیں، کیونکہ یہ وہ آیتیں جو کافروں کی مذمت میں نازل ہوئیں انکو مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔

(صحیح بخاری، کتاب استتابۃ المرتدین، باب قتل الخوارج والملحدین، ج ۶ ص ۲۵۳۹ مطبوع: دار ابن کثیر الیمامۃ، بیروت)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

خارجی لوگ آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہیں۔

(سنن ترمذی، کتاب: تفسیر القرآن،، باب: ومن سورۃ آل عمران، ج ۵ ص ۲۲۶ رقم الحدیث: ۳۰۰۰ مطبوع: دار الغرب الاسلامی، بیروت)

انبیائے کرام علیہم السّلام سے مدد کا عہد

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ

تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ (پارہ ۳، سورۂ الِ عمران، آیت ۸۱)

وصال کے بعد بھی اللہ کے پیارے مدد فرما سکتے ہیں

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کا انبیائے کرام علیہم السّلام سے اپنے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور ان کی مدد کرنے پر عہد لینے کا ذکر ہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ میرے محبوب کی ولادت باسعادت کے وقت یہ دنیا سے بظاہر پردہ فرما جائیں گے پھر بھی مدد کا ذکر فرما کر شرک کا فتویٰ لگانے والوں کا قلع قمع فرما دیا۔

بعد از وصال حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا مدد فرمانا

مذکورہ آیت مبارک سے معلوم ہوا کہ ربّ تعالیٰ ہمیں ہمارا عقیدہ سمجھانا چاہتا تھا کہ انبیائے کرام بعد از وصال بھی مدد فرما سکتے ہیں اس میں کوئی شک Doubt نہیں۔ دیکھئے حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے شبِ معراج پچاس نمازوں سے پانچ کروانے میں مدد فرمائی۔ جب کہ موسیٰ علیہ السّلام کا وصال سالوں پہلے ہو چکا تھا مگر شب معراج سارے انبیائے کرام علیہم السّلام کے ساتھ مسجد اقصیٰ میں نماز بھی ادا فرمائی اور چھٹے آسمان پر شبِ اسراء کے دولہا صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات بھی فرمائی، اور یہ ثابت کر دیا کہ اللہ کے پیارے بعد از وفات بھی زندہ ہوتے ہیں اور مدد فرما سکتے ہیں۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

عیسیٰ علیہ السّلام کا مدد طلب کرنا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَنْ أَنصَارِىْ إِلَى اللهِ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ أَنصَارُ اللهِ

کون میرے مددگار ہوتے ہیں اللہ کی طرف حواریوں نے کہا ہم دین خدا کے مددگار ہیں۔

(سورۂ اٰل عمران، آیت ۵۲)

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے اپنے ساتھیوں سے دینِ خدا کے معاملے میں مدد طلب کی، اور حواریوں نے اس معاملے میں مدد کرنے کا اقرار کیا۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اگر کسی اور سے مدد طلب کرنا شرک یا ناجائز ہوتا تو عیسیٰ علیہ السّلام کبھی مدد طلب نہ فرماتے۔

اللہ کا بندوں سے دین کی خاطر مدد طلب فرمانا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْٓا إِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر تم دینِ خدا کی مدد کرو گے اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جمادے گا۔ (پارہ ۲۶، سورۂ محمد، آیت ۷)

معلوم ہوا جب وہ خالق و مالک اور ہر شے پر قادر ہو کر اپنے بندوں کو اپنے دین کی مدد کرنے کا حکم دے رہا ہے، تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر جائز کام میں مدد کرنا اور اللہ والوں سے مدد طلب کرنا شرک یا حرام و ناجائز نہیں۔ کیونکہ اگر شرک یا حرام و ناجائز ہوتا تو اللہ دین کی مدد کرنے کا حکم نہ فرماتا۔ حالانکہ وہ تو اپنے اور اپنے پیاروں کے مددگار ہونے کا ذکر اپنے کلام میں فرماتا ہے۔

اللہ، جبرئیل اور مؤمن مددگار ہیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلَآئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ

تو بیشک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں

(پارہ ۲۸، سورۂ تحریم، آیت ۴)

الحمدللہ مؤمنوں کا اللہ تعالیٰ خود بھی مددگار ہے اور اس کی عطا سے اس کے فرشتے اور صالح مؤمنین بھی مددگار ہیں۔

صالحین کی سات برکات سے شرک کی کاٹ

کئی احادیث مبارکہ اس موضوع پر موجود ہیں کہ اللہ کو یاد کرنے والے، اللہ کے سامنے جھکنے والے، نیکی کرنے والے، شیر خوار بچوں اور ضعیف و کمزور لوگوں کی وجہ سے زمین والوں سے عذاب کو دور فرماتا ہے، رزق عطا فرماتا ہے، ان کی مدد فرماتا ہے، بلاؤں، آفتوں اور مصائب کو دور فرماتا ہے۔

(۱) شیر خوار بچوں کے توسّل سے عذاب ٹلتا ہے

امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی بن عبداللہ البیہقی، متوفی ۴۵۸ھ نقل فرماتے ہیں:

نبیٔ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

لَوْلَا عِبَادُ اللّٰهِ رُكَّعٌ وَصِبْيَةٌ رُضَّعٌ وَبَهَائِمُ رُتَّعٌ

لَصُبَّ عَلَيْكُمُ الْعَذَابُ صَبًّا ثُمَّ لَتُرَضُّنَّ رَضًّا

اللہ کے سامنے جھکنے والے بندے اور اپنی ماؤں کا دودھ پینے والے بچے اور چرنے والے چوپائے نہ ہوتے تو تم پر عذاب بھیج دیا جاتا، اور پھر تم کو پیس کر ختم کر دیا جاتا۔

(شعب الایمان، باب فی الصبر، فصل فی الذکر، ج ۱۲ ص ۲۵۶، رقم: ۹۳۶۲، مطبوع: مکتبۃ الرشد للنشر والتوزیع، ریاض)

(۲) کمزوروں کی وجہ سے رزق کی فراہمی

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، اپنی صحیح میں نقل فرماتے ہیں:

نبیٔ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

هَلْ تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ إِلَّا بِضُعَفَآئِكُمْ

تم لوگوں کی تمہارے کمزوروں/ لاچاروں/ بے سہاروں کی وجہ سے مدد کی جاتی ہے، اور تمہیں رزق دیا جاتا ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب من استعان بالضعفاء، ج ۳ ص ۱۰۶۱ رقم الحدیث: ۲۷۳۹ مطبوع: دار ابن کثیر الیمامۃ، بیروت)

(۳) ایک مسلمان مرد کی نیکی کی برکت

الحافظ عبداللہ بن محمد بن شیبہ، متوفی ۲۳۵ھ اپنی مصنف میں نقل کرتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ لَيُصْلِحُ بِصَلَاحِ الْعَبْدِ وَلَدَهُ وَوَلَدَ وَلَدِهِ وَأَهْلَ دُوَيْرَتِهِ وَأَهْلَ الدُّوَيْرَاتِ حَوْلَهُ، فَمَا يَزَالُونَ فِي حِفْظٍ مِّنَ اللّٰهِ مَا دَامَ بَيْنَهُمْ

اللہ تعالیٰ مسلمان مرد کی نیکی کی وجہ سے اس کی نسل در نسل اور اس کے گھر والوں اور اس کے ارد گرد کے گھروں کی درستی فرماتا ہے، اور سب اللہ کی حفاظت میں رہتے ہیں جب تک کہ وہ اللہ کا بندہ ان میں موجود رہتا ہے۔

(مصنف لابن ابی شیبہ، کتاب الزہد، الشعبی، ج ۱۳ ص ۵۵۷ رقم الحدیث: ۳۶۵۶۴ مطبوع: دار سلفیہ ہندیہ قدیمہ)

(۴) ایک مسلمان مرد کی نیکی سے سو گھروں میں برکت

امام جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۱۱ھ، اپنی تفسیر میں نقل فرماتے ہیں: نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ لَيَدْفَعُ بِالْمُسْلِمِ الصَّالِحِ عَنْ مِّائَةِ أَهْلِ بَيْتٍ مِّنْ جِيْرَانِهِ

بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ ایک نیک مسلمان مرد کی وجہ سے اس کے پڑوس کے سو گھر والوں سے بلاء کو دور فرما دیتا ہے۔ (الدر المنثور فی التفسیر الماثور، تحت الآیۃ: ۲۵۱ سورۃ البقرۃ، ج ۳ ص ۱۵۵ مطبوع: دار ہجر مصر)

(۵) سات آدمیوں کی برکت

ابو الفداء اسماعیل بن عمر ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ، اپنی تفسیر میں نقل کرتے ہیں:

نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا يَزَالُ فِيْكُمْ سَبْعَةٌ بِهِمْ تُنْصَرُوْنَ وَبِهِمْ تُمْطَرُوْنَ وَبِهِمْ تُرْزَقُوْنَ حَتّٰى يَأْتِيَ أَمْرُ اللّٰهِ

تم لوگوں میں ایسے سات آدمی ہمیشہ رہتے ہیں کہ انہی کی وجہ سے تمہاری مدد کی جاتی ہے اور انہی کی وجہ سے تم لوگوں پر بارش کی جاتی ہے اور انہی کی وجہ سے تم لوگوں کو رزق دیا جاتا ہے، حتّٰی کہ قیامت آجائے گی۔

(تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر، تحت الآیۃ ۲۵۱، سورۃ البقرۃ، ج۱ص۶۷۰ مطبوع: دار طیبہ للنشر، والتوزیع)

(۶) تیس (۳۰) ابدالوں کی برکتیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَایَزَالُ فِیْ اُمَّتِیْ ثَلَاثُوْنَ بِهِمْ تَقُوْمُ الْاَرْضُ وَبِهِمْ تُمْطَرُوْنَ وَبِهِمْ تُنْصَرُوْنَ

میری امت میں تیس ابدال رہتے ہیں کہ انہی کی برکت سے تم کو رزق دیا جاتا ہے اور انہی کی وجہ سے تم پر بارش ہوتی ہے اور انہی کے وسیلے سے تم لوگوں کی مدد کی جاتی ہے۔

(تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر، تحت الآیۃ ۲۵۱، سورۃ البقرۃ، ج۱ص۶۷۰ مطبوع: دار طیبہ للنشر، والتوزیع)

(۷) زمین کبھی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السّلام جیسے لوگوں سے خالی نہیں ہوتی

شیخ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۱۳۷ھ، لکھتے ہیں:

نبئ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَنْ تَخْلُوا الْاَرْضَ مِنْ اَرْبَعِیْنَ رَجُلاً مِّثْلَ خَلِیْلِ الرَّحْمٰنِ، فِیْهِمْ تُسْقُوْنَ وَبِهِمْ تُنْصَرُوْنَ، مَامَاتَ مِنْهُمْ اَحَدٌ اِلَّا اَبْدَلَ اللّٰهُ مَکَانَهٗ آخَرَ

زمین حضرت ابراہیم خلیل اللہ (علیہ الصلوٰۃ والسّلام) جیسے چالیس آدمیوں سے کبھی خالی نہیں ہوتی۔ انہی کی وجہ سے تم کو سیراب کیا جاتا ہے اور تمہاری مدد کی جاتی ہے۔ ان میں سے جو بھی کوئی ایک مرتا ہے تو اللہ پاک اس کی جگہ دوسرا مقرر فرما دیتا ہے۔

(تفسیر روح البیان، تحت الآیۃ ۳۱، سورۃ الانبیاء، ج۵ص۴۶۲ مطبوع: دار احیاء التراث، العربی، بیروت)

ذرا غور کریں۔۔۔!

ذرا غور کریں کہ اللہ شیر خوار بچوں، ضعیف و کمزور لوگوں اور اپنے بندوں کے توسّل و تصدّق سے (یعنی ان کے صدقے و طفیل) تمام لوگوں سے عذاب کو دور فرماتا ہے، رزق عطا فرماتا ہے، ان کی مدد فرماتا ہے، بلاؤں، آفتوں اور مصائب کو دور فرماتا ہے۔

معلوم ہوا وسیلہ بنانا شرک نہیں

معلوم ہوا وسیلہ بنانا جائز ہے، شرک نہیں کہ اللہ اپنے کمزور بندوں کے صدقے دیگر بندوں کو عطا فرماتا ہے۔ جو وسیلے کو شرک کہتا ہے وہ ذرا غور کریں کہ اللہ کو اپنے پیاروں کا، کمزوروں اور بچوں کا وسیلہ بڑا پسند ہے کہ ان ہی کی برکت سے وہ بندوں پر کرم فرماتا ہے۔

(وسیلہ سے متعلق مزید معلومات کے لیے ہماری کتاب ''وسیلہ'' کا مطالعہ فرمائیں)

شفاعت کا عقیدہ شرک نہیں

اللہ تبارک وتعالیٰ نے گنہگار بندوں کو درِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رہنمائی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَّلَمُوْٓا أَنفُسَهُمْ جَآؤُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ
وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ○

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب! تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۶۴)

مغفرت کے حُصول کا ایک طریقہ

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو مغفرت اور بخشش کے حُصول کا ایک

طریقہ سکھایا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے امتی دنیا بھر کے قصور کر کے اور اپنی جانوں پر طرح طرح کے ظلم کر کے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنا چاہیں تو انہیں چاہیے کہ وہ پہلے آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو جائیں اور وہاں اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کریں نیز یہ کہ اللہ کے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم بھی اُن کے حق میں سفارش کے دو بول، بول دیں تو پھر یقیناً اللہ عزّ وجل کی رحمت کا دریا جوش میں آئے گا، گُناہ دُھل جائیں گے اور مغفرت مِل جائے گی۔

مغفرت کے لئے درِ حبیب ﷺ کا انتخاب

مذکورہ آیت پر غور کریں کہ مغفرت کی بھیک عطا کرنے والا اللہ ہے، مگر اس نے بخشش کے لئے اپنے گھر کعبۃ اللہ میں نہیں بلوایا:

نہ خانۂ کعبہ میں بلوایا۔۔۔ نہ حرمِ کعبہ میں بلوایا۔۔۔ نہ مقامِ ابراہیم کے پاس بلوایا۔۔۔ نہ صفا و مروہ پر بلوایا۔۔۔

بلوایا تو درِ مصطفیٰ ﷺ پر بلوایا تا کہ لوگوں کو پتا چل جائے کہ درِ مصطفیٰ ﷺ ہی درحقیقت ربّ کا در ہے۔ سب کچھ اِسی بارگاہ سے ملتا ہے، حتّٰی کہ بخشش بھی اسی در کے صدقے میں ہوتی ہے۔

بخدا خدا کا یہی ہے دَر نہیں اور کوئی مَفَر مَقَر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

درِ مصطفیٰ ﷺ پر بلوانے کی حکمت

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضری کی یہ برکت فقط آپ کی ظاہری زندگی تک ہی محدود نہ تھی بلکہ (جَآءُوْكَ) کا ارشاد قیامت تک ہے۔ اگر کوئی اُمتی روضۂ

انور پر حاضر ہونے کی طاقت نہیں رکھتا تو کہیں سے بھی متوجہ ہو کر ہدیہ درود و سلام پیش کر کے عرض کر دے کیونکہ

نہ کہیں سے دور ہیں منزلیں نہ کوئی قریب کی بات ہے
جسے چاہیں اُس کو نواز دیں یہ در حبیب کی بات ہے

درِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم پر سفارش باعثِ مغفرت ہے

امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی بن عبداللہ البیہقی، متوفی ۴۵۸ھ نقل فرماتے ہیں:

حضرت ابوحرب ہلالی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نے فریضہ حج ادا کیا، پھر وہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازے پر آیا، وہاں اپنی اونٹنی بٹھا کر اسے باندھنے کے بعد وہ مسجد میں داخل ہو گیا، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کے پاس آیا اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدمین مبارک کی جانب کھڑا ہو گیا اور عرض کیا:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ

پھر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں سلام عرض کیا، پھر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کے روضہ اقدس) کی جانب (دوبارہ) بڑھا اور عرض کرنے لگا:

یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میں گناہوں اور خطاؤں سے لدا ہوا آپ کے دربار میں حاضر ہوا ہوں تا کہ آپ کے رب کی بارگاہ میں آپ کو اپنی بخشش کا وسیلہ بنا سکوں۔

(یا رسول اللہ!) میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میں آپ کے پاس گناہوں اور خطاؤں سے لدا ہوا آیا ہوں، اور میں آپ کے رب کے حضور آپ کو اپنا وسیلہ بناتا ہوں اور یہ (عرض ہے) کہ آپ (اپنے رب کی بارگاہ میں) میرے حق میں سفارش فرمائیں۔

(شعب الإیمان للبیہقی، فضل الحج والعمرة، ج ۳ ص ۴۹۵ الرقم الحدیث: ۴۱۷۸ مطبوع: دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ۱۴۱۰ھ)

دوسری روایت میں حضرت عتبی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ اعرابی (روتا ہوا وہاں سے) چلا گیا اور میری آنکھ لگ گئی، تو میں اسی وقت خواب میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا: اے عتبی!

اِلْحَقِ الْاَعْرَابِیَّ فَبَشِّرْہُ اَنَّ اللہَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ غَفَرَ لَہٗ

فوراً اس اعرابی کے پاس جاؤ اور اسے یہ خوشخبری سناؤ کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے اس کی بخشش فرما دی ہے۔

(تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر، تحت سورۃ النساء، ایۃ: ۶۴، ج ۱ ص ۵۲۱ مطبوع: دار المعرفۃ، بیروت لبنان ۱۴۰۰ھ)

کتنی باتوں کا پتا چلا۔۔۔!

اس حدیث مبارکہ سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں محبوبانِ خدا کا وسیلہ اختیار کرنا سنت صحابہ ہے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کی قبر پر جانا اور اپنی حاجت انکی بارگاہ میں پیش کرنا سنت صحابہ ہے۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وصال کے بعد یا رسول اللہ کہہ کر ندا دینا بھی سنت صحابہ ہے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالی کی بارگاہ میں عرضِ حاجت کے لئے اُس کے مقبولوں کو وسیلہ بنانا ذریعہ کامیابی ہے۔

قبر پر حاجت کے لئے جانا بھی (جَآءُوکَ) میں داخل اور بزرگانِ دین کا معمول ہے۔

بعد وفات مقبُولانِ حق کو (یا) کے ساتھ ندا کرنا جائز ہے۔

مقبُولانِ حق مدد فرماتے ہیں اور ان کی دعا سے حاجت روائی ہوتی ہے۔

شفاعت صرف مؤمنوں کے لئے باذنِ پروردگار ہوگی

چند آیتیں آپ کے گوش گزار کی جارہی ہیں تا کہ حقیقت کھل کر آشکار ہو جائے کہ شفاعت فرمانا حق ہے، اور یہ شفاعت باذنِ پروردگار ہوگی تو پھر شفاعت کا عقیدہ رکھنا شرک کیسے ہوسکتا ہے۔

(۱) فرمانِ خداوندی ہے:

لَا یَمْلِکُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا

لوگ شفاعت کے مالک نہیں مگر وہی جنہوں نے رحمٰن کے پاس قرار کر رکھا ہے۔

(پارہ ۱۶ سورۂ مریم، آیت ۸۷)

معلوم ہوا۔۔۔!

یعنی جنہیں شفاعت کا اذن مل چکا ہے وہی شفاعت کریں گے یا یہ معنٰی ہیں کہ شفاعت صرف مومنین کی ہوگی اور وہی اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ حدیث شریف میں ہے جو ایمان لایا جس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا اس کے لئے اللہ کے نزدیک عہد ہے۔

(۲) فرمانِ خداوندی ہے:

یَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِیَ لَهٗ قَوْلًا

اس دن کسی کی شفاعت کام نہ دے گی مگر اس کی جسے رحمٰن نے اذن دے دیا ہے اور اس کی بات پسند فرمائی۔ (پارہ ۱۶ سورۂ طٰہٰ، آیت ۱۰۹)

(۳) فرمانِ خداوندی ہے:

وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ

اور اس کے پاس شفاعت کام نہیں دیتی مگر جس کے لئے وہ اذن فرمائے۔

(پارہ ۲۲ سورۂ سبا، آیت ۲۳)

(۴) فرمانِ خداوندی ہے:

وَلَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ

اور جن کو یہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں شفاعت کا اختیار نہیں رکھتے ہاں شفاعت کا اختیار انہیں ہے جو حق (توحیدِ الٰہی) کی گواہی دیں۔ (پارہ ۲۵ سورہ زخرف، آیت ۸۶)

شفاعت مؤمن کے لیے تحفہ ہے

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ وَهِيَ نَائِلَةٌ مَّنْ لَّمْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا

مجھے شفاعت کا اذن مل چکا ہے اور یہ شفاعت ہر اس کے لیے ہے جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرایا ہو۔ (مصنّف لابن ابی شیبہ، کتاب الفضائل، باب: ما اعطی اللہ محمداً صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۱۱ ص ۴۸۳ رقم الحدیث: ۳۲۴۰۰ مطبوع: دار سلفیہ، ہندیہ)

معلوم ہوا کہ رسولِ اکرم شفیعِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندے باذنِ پروردگار شفاعت فرمائیں گے۔ شفاعت کے بارے میں صحیح بخاری و مسلم میں طویل حدیث شریف موجود ہے۔

پیشِ حق مژدہ شفاعت کا سناتے جائیں گے
آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہماری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے اور اس کاوش کو ہمارے لیے اور ہر پڑھنے والے اور اس پر عمل کرنے والوں کے لئے ذریعہ نجات بنائے۔ (آمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین)

مَصَادِرُ وَ مَرَاجِعُ

کتاب	مصنف	ناشر
ترجمۂ کنزالایمان	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینۃ، کراچی
تفسیر الکشاف	العلامۃ ابوالقاسم محمود بن عمر الزمخشری، متوفی، ۵۳۸ھ	دار الکتاب العربی، بیروت
التفسیر الکبیر	امام فخر الدین محمد بن عمر تیمی رازی رحمۃ اللہ علیہ، متوفی ۶۰۶ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت
تفسیر بیضاوی	شیخ ناصر الدین عبد اللہ، متوفی، ۶۸۵ھ	دار الفکر بیروت
تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر	ابو الفداء اسماعیل بن عمر ابن کثیر ۷۷۴ھ	دار المعرفۃ، بیروت لبنان ۱۴۰۰ھ
تفسیر نور العرفان	مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ	نعیمی کتب خانہ، گجرات
تفسیر خزائن العرفان	مولانا نعیم الدین مراد آبادی متوفی ۱۳۶۷ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
الدر المنثور فی التفسیر الماثور	امام جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۱۱ھ	دار ہجر مصر
تفسیر روح المعانی	علامہ ابو الفضل سید شہاب الدین محمود آلوسی حنفی، متوفی ۱۲۷۰ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت
تفسیر صاوی	علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی، متوفی ۱۲۲۳ھ	دار احیاء الکتب العربیۃ، مصر
تفسیر نعیمی	مفتی اقتدار احمد خان نعیمی، متوفی	ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
صحیح بخاری	ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ	دار القلم، بیروت، لبنان
= = =	= =	دار الکتب العلمیۃ، بیروت
= = =	= =	دار ابن کثیر الیمامۃ، بیروت
صحیح مسلم	امام مسلم بن حجاج بن مسلم القشیری متوفی ۲۶۱ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت
= = =	= =	دار الجلیل، بیروت
= = =	= =	دار ابن حزم، بیروت
سنن ترمذی	ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی السلمی ۲۷۹ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت
= = =	= =	دار الغرب الاسلامی، بیروت
سنن ابی داؤد	امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی، متوفی ۲۷۵ھ	دار الکتاب العربی، بیروت

مجمع الزوائد	حافظ نور الدین علی بن ابوبکر ہیثمی متوفّٰی ۸۰۷ھ	دار الفکر، بیروت
سنن نسائی	امام احمد بن شعیب النسائی، متوفی ۳۰۳ھ	دار الکتب العلمیۃ، بیروت لبنان
سنن ابن ماجہ	الحافظ ابو عبداللہ محمد بن یزید قزوینی ابن ماجہ، متوفی ۲۷۵ھ	دار المعرفۃ، بیروت
شعب الإیمان	امام احمد بن حسین بن البیہقی، المتوفی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیۃ، بیروت
=	= =	مکتبۃ الرشد للنشر والتوزیع، ریاض
مسند أحمد بن حنبل	امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفّٰی ۲۴۱ھ	المکتبۃ الاسلامی، بیروت، لبنان
سنن دارمی	حافظ عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی متوفی ۲۵۵ھ	دار الکتاب العربی بیروت لبنان
المستدرک للحاکم	أبو عبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم النیشاپوری، المتوفی ۴۰۵ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان
المعجم الکبیر للطبرانی	ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر الطبرانی ۳۶۰ھ	مکتبۃ العلوم والحکم، الموصل
السنن الکبری للبیہقی	امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی متوفی ۴۵۸ھ	دار الباز مکۃ المکرّمۃ
مصنف لابن ابی شیبہ	الحافظ عبداللہ بن محمد بن شیبہ، متوفی ۲۳۵ھ	دار سلفیہ ہندیہ قدیمہ
الخصائص الکبری	امام جلال الدین ابوالفضل عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیۃ، بیروت
لسان العرب	امام العلامۃ ابوالفضل جمال الدین محمد بن مکرم المصری ۷۱۱ھ	دار صادر بیروت، لبنان
العقیدۃ الطحاویۃ،	امام ابوجعفر الطحاوی رحمۃ اللہ علیہ، متوفی ۳۲۱ھ،	مرکز الخدمات والابحاث الثقافیہ، بیروت
شرح عقائد نسفیۃ	امام سعد الدین مسعود بن عمر بن عبداللہ تفتازانی، متوفی ۷۹۱ھ	مکتبہ خیر کثیر کراچی، پاکستان
تلبیس ابلیس	امام أبوالفرج عبدالرحمٰن بن علی بن محمد الجوزی، المتوفی: ۵۹۷ھ	دار الفکر للطباعۃ والنشر، بیرزت، لبنان
المواہب للدنیہ	امام شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی، متوفی ۹۲۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
فتاوی رضویہ	امام احمد رضا خان بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن لاہور
المفردات فی غریب القران	امام ابوالقاسم حسین بن محمد راغب اصفہانی، متوفی ۵۰۲ھ	قدیمی کتب خانہ، کراچی
التیسیر شرح جامع الصغیر	علامہ عبدالرؤف مناوی، متوفی ۱۰۰۳ھ	مکتبۃ الامام الشافعی ریاض
شرح السنۃ	امام ابومحمد حسین بن مسعود بغوی، متوفی ۵۱۶ھ،	دار الکتب العلمیۃ بیروت
مطالعُ المسرّات	الشیخ امام محمد المہدی الفاسی رحمۃ اللہ علیہ متوفی	نوریہ رضویہ، فیصل آباد